انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

آواز حق

محدث کبیر

حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علیٰ خاتم الانبیاء . اما بعد!

محدث کبیر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ کے رسائل کو جمع کرنے کے لئے تگ و دو شروع کی تو الحمدللہ! تمام رسائل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی کتب خانہ میں موجود پائے۔ البتہ ایک رسالہ ”آواز حق“ کے متعلق ترجمان السنۃ کے مقدمہ میں مولانا آفتاب عالم مدنی نے تذکرہ کیا تھا وہ نہ مل سکا۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی' ماہنامہ لولاک ملتان' ماہنامہ الجمعیت اسلام آباد میں مخدوم العلماء حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے اعلانات شائع کرائے لیکن کہیں سے جواب نہ آیا۔ دار العلوم دیوبند کے نائب مہتمم اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم عمومی' یادگار اسلاف حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری دامت برکاتہم کو دار العلوم دیوبند عریضہ تحریر کیا۔ آپ نے دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ کی فہرست نمبر ۴۴۷۹۴ سے اس کی فوٹو کاپی بھیج دی۔ رب کریم کے فضل سے یوں حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ کے رد قادیانیت پر جملہ رشحات قلم میسر آگئے۔ حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم کے انتہائی شکر گزار ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے مواقع پر علمی تعاون فرما کر ممنون احسان فرماتے ہیں۔ اس رسالہ کی اشاعت کا باعث کیا تھا اس کی تفصیل رسالہ کے مقدمہ میں موجود ہے۔ احتساب قادیانیت جلد چہارم کا یہ آخری رسالہ ہے جو حضرت قاری محمد عثمان منصور پوری مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت ہے۔

فقیر اللہ وسایا

۱۴۲۲/۶/۷ھ

۲۰۰۱/۸/۲۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

مقدمہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

الحمد لله رب العالمين' الصلوٰة والسلام علیٰ سيدالمرسلين' خاتم النبيين' رحمة للعالمين صل الله عليه وآله واصحابه وسلم. كنتم خيرامة اخرجت للناس. اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا.

امابعد۔ لاکھ لاکھ شکر ادا کیجئے اس خلاق لم یزل کا جس نے ہمیں دین اسلام سے مالا مال کیا اور ہم کو بہترین امت بنایا۔ اسی پیارے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے فخر موجودات سرور کونین کو مبعوث فرمایا جس کے وسیلہ سے ہم کو اس خالق کا پیارا کلام پہنچا جو بہر صورت ہمارا دستورالعمل' ہمارا دین اور ہمارا قانون ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ آپ محمد رسول اللہؐ کے امتی اس پیارے کلام الٰہی سے جس میں ہماری بہبودی کے سینکڑوں نسخے موجود ہیں۔ ناواقف ہیں اور ہوتے جارہے ہیں۔ دیکھئے اور غور کیجئے مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی پر آنسو بہائیے۔ چاروں طرف سے اسلام نرغے میں ہے اور مذاہب باطلہ برابر اپنی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ مگر مسلمان اور صرف مسلمان اپنے اس اہم فرض سے غافل ہی نہیں بلکہ لاپرواہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باطل پرستوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں اور وہ برابر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری پر آمادہ

ہیں اور عقائد اسلام کی اعلانیہ تخریب وتضحیک میں مصروف اور اسلام کی مقدس روایات کا انتہائی جسارت کے ساتھ استخفاف کر رہے ہیں۔ اٹھئے اور کمر بستہ ہو جایئے۔ باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے۔ جان و مال' عزت وآبرو اللہ اور اللہ کے حبیب اکرم خاتم النبیینؐ کی رضامندی کے لیے وقف فرما دیجئے۔ اسلام خالق دو جہاں کا پسندیدہ مذہب ہے۔ دیکھئے کہیں باطل پرستوں کے ہتھکنڈوں سے اسے ضرر نہ پہنچے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ فرمایئے اور غور فرمایئے سلف کے مسلمان کیسے سرفروش اور جانباز تھے۔ رسول اکرمؐ نے تبلیغ دین کے لیے کیا حکم نافذ فرمایا اور آنحضرتؐ نے کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کیں۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کو کیسے فروغ دیا اور کس طرح مقابلہ کیا۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین حامی دین متین نے حفاظت اسلام کے لیے کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا۔ مذاہب باطلہ کی کیسی درگت بنائی اور کیسا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام مٹ نہیں سکتا۔ قرآن محرف ہو نہیں سکتا۔ مگر یہ سمجھتے ہوئے باوجود عقل وخرد رکھنے کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنے اور دنیا ہی کے طالب و سرشار رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

ناظرین کرام: یاد ہوگا ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ کو بتقریب جلسۂ میلاد النبیؐ اندرون بادشاہی عاشور خانہ جس کو تاجران اہل سنت والجماعت سالار جنگ بلڈنگ نے منعقد کیا تھا۔ مولانا الیاس صاحب برنی پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ نے بعنوان ختم نبوت ایک مبسوط تقریر فرمائی تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد انجمن احمدیہ حیدرآباد کی جانب سے مولانا موصوف کی تقریر پر چند بے معنی اور لغو اعتراضات ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کئے گئے۔ جس کو راقم نے جناب مولوی دلدار علی صاحب الفت حیدرآبادی متعلم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی خدمت میں روانہ کیا اور استدعا کی کہ یہ تردید جو انجمن احمدیہ کی جانب سے شائع ہوئی ہے اس کا مدلل جواب جامعہ کے کسی استاذ سے مرتب کروا کر فوراً روانہ کیا جائے تا کہ جلد شائع کیا جا سکے۔ مولوی دلدار علی صاحب الفت حیدرآبادی جو جامعہ کے ایک قابل اور سرفروش طالب علم ہیں۔ اس تردید کو حضرت العلامہ مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی خدمت میں پیش فرمایا۔ مولانا موصوف جیسے جلیل القدر عالم اور جیسے مناظر ہیں غالباً تمام ہندوستان میں کوئی شخص آپ کی ذات ستودہ صفات سے ناواقف نہیں۔ حضرت مولانا نے بکمال خلوص وبخیال تحفظ اسلام احمدیوں کی اس تردید کا مکمل جواب بذریعہ مولوی دلدار علی صاحب روانہ فرمایا اور اس کی اشاعت کے لیے اظہار خوشنودی

فرمایا۔ جس کے لیے ہم خلوص دل سے حضرت مولانا موصوف اور مولوی دلدار علی صاحب الفت کی خدمت میں تمام مسلمانان حیدرآباد کی جانب سے ہدیہ ممنونیت پیش کرتے ہیں اور آپ کی اسلام دوستی پر بجان سپاس گزار ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس کی طباعت میں زیادہ تاخیر سے کام لیا گیا اور اس عرصہ میں ہمارے یہاں سے بہت جوابات شائع ہو چکے ہیں جس کے لیے ہم ان اصحاب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس فرض دینی کو ادا کیا ہے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ان کو اس سے زیادہ مقابلہ کی قوت عطا کرے۔ درآنحالیکہ مسلمانوں کو ہمیشہ ہر وقت مقابلہ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

چونکہ یہ مضمون مولانا کے قلم باطل شکن کا نتیجہ ہے اس لیے ہم اس کے شائع کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ یہ مضمون جہاں مرزائی ہفوات کا مدلل جواب ہے وہاں مولانا نے اس کا خیال بھی رکھا ہے کہ مرزائیت کے خلاف ہمیشہ کام آنے والا مجموعہ ثابت ہو اور امید کرتے ہیں کہ اہل بصیرت اس مدلل جواب کو ملاحظہ کرنے کے بعد حق و باطل کو اچھی طرح پرکھ لیں گے۔ اور رہزن و رہبر میں تمیز کرنے کے بعد قادیانیت کے ہمرنگ زمین جال سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ اللہ جل جلالہ مسلمانوں کو گمراہی سے بچاوے اور باطل کے مقابلہ کی جرأت و قوت عطا فرماوے اور ہم ان اصحاب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اور بدل و جان ممنون ہیں کہ جنہوں نے رسالہ ہذا کی اشاعت کے لیے نہایت فیاضی سے کام لیکر ایک اہم دینی خدمت انجام دی۔ ہماری صرف ایک آرزو ہے اور اسی میں کامیابی کے لیے ہم خداوند قدوس سے ملتجی ہیں کہ اے رب العزت مسلمانوں کو گمراہی سے بچا اور پھر ان کے دلوں میں وہی جذبہ ایمان پیدا کر اور باطل کے مقابلہ کی جرأت عطا فرما اور تمام مسلمانان عالم کو سچا مسلمان اور تیرے حبیب اکرم خاتم النبیینؐ کا سچا پیرو بنا آمین ثم آمین۔

نصیحت: آخر میں ہم جہاں اللہ کے لیے سچی شہادتیں دے کر سرخرو ہوتے ہیں وہاں مرزائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی حرکات سے جو ملک میں فتنہ پیدا کرتی ہیں اور مسلمانوں کے دل کو چوٹ لگتی ہے باز آجائیں اور بچے رہیں۔ جس کو درحقیقت مرزائی حضرات ہی نے شروع کیا ہے ورنہ ہم حفاظت اسلام کی خاطر ممکنہ کوشش عمل میں لانے کے لیے مجبور ہوں گے۔

ان مسلسل جوابات کی اشاعت کے بعد مرزائی حضرات نے احساس کرلیا ہوگا کہ حیدر آبادی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ختم المرسلینی کے بعد کسی ایرے غیرے کو نبی نہیں مان سکتے۔

ضروری گزارش: رسالہ ہذا مندرجہ ذیل پتہ سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور ہم ناظرین کی خدمت میں ادباً گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس مختصر مفید رسالہ کو ردی یا تھیٹر کا اشتہار نہ سمجھیں بلکہ پڑھیں اور سمجھیں اوروں کو سمجھائیں تاکہ اس کی اشاعت کا مقصد بھی پورا ہو اور خود بھی ماجور ومثاب ہوں۔

خاکسار

محمد فخر الدین رازی

براق پنچی حیدرآباد دکن

نوٹ:۔ مسودہ کاتب کے پاس جاچکا تھا کہ ہمیں جماعت مرزائیہ کے دو پمفلٹ بعنوان ''دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات کا جواب'' اور ''ختم نبوت'' ملے۔ ناظرین کرام مذکورہ بالا پمفلٹوں کا جواب ہمارے اسی رسالہ میں تلاش کرلیں۔ باقی جو امور تشنہ ہیں ان کا جواب انشاء اللہ بشرط فرصت دیں گے۔ فقط

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆☆..........قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔

☆☆..........یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مراقی مسیحیت کے کرشمے ہیں کہ وہ خود سے خود پیدا ہوکر مسیح ابن مریم بن گیا۔

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

مسک الختام فی ختم النبوۃ خیر الانام

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد

ان کان فی القلب اسلام و ایمان

''اگر قلب میں ذرہ بھر بھی ایمان واسلام ہے تو اس قسم کی باتوں سے قلب مارے غم کے پگھلا جاتا ہے۔'' اس وقت میرے ہاتھ میں جماعت مرزائیہ حیدرآباد کا شائع کردہ ایک مختصر سا ٹریکٹ ہے۔ جس کا عنوان ''ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی'' ہے۔ اس ٹریکٹ میں اس جماعت نے اپنی قدیم عادت کے موافق سلف صالحین اور مشائخ کرام کی عبارات نقل کر کے ان کے اغراض ومقاصد کے قطعاً برخلاف زہر پھیلایا ہے اور اپنے نزدیک گویا یہ ثابت کر دیا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمیشہ اسی طریق پر مسلم بین المسلمین رہا ہے جیسا کہ اس جماعت نے اپنے زعم فاسد میں سمجھ رکھا ہے۔ اس وقت ہم اس مختصر تحریر میں کسی طویل یا مختصر بحث کرنے سے پہلے یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ جب مرزائی مذہب میں خاتم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد بھی رسولوں کی آمد جائز ہے تو پھر ختم نبوت کا عنوان ٹھیک اسی طرح بے معنی رہ جاتا ہے جیسا کہ عیسائیوں اور آریوں کا دعویٰ توحید۔ یعنی جس طرح اقانیم ثلثہ مان کر مادہ اور روح کو قدیم کہہ کر توحید کا دعویٰ محض لفظی ہے۔ اسی طرح رسولوں کی آمد تسلیم کر کے ختم نبوت کا لفظ بھی صرف مسلمانوں کی دلفریبی کا ایک آلہ ہے اور بس۔ قرآن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شان میں خاتم النبیین کا لفظ اسی درجہ میں اہم اور قابل ایمان ہے جیسا کہ رسول اللہ کا۔ اسی لیے ایک ہی

آیت میں ان دونوں عقیدوں کو بایں طور جمع کر دیا گیا ہے "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (احزاب ۴۰) یعنی بیک وقت آپ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔ بلکہ غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کا ذکر بعض وجوہ سے زیادہ مہتمم بالشان ہے۔ کیونکہ مضمون یہ بیان کرنا ہے کہ نبی عربیؐ گو تم میں سے کسی مرد کا باپ نہ سہی مگر اس کے بجائے اللہ کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔ اہل علم اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ جب انبیاء سابقین مردوں کے باپ ہو کر پھر رسول اللہ بھی ہوتے رہے تو معلوم ہوا کہ ان دو باتوں میں تو کوئی تنافی اور عدم ملائمت نہیں ہے۔ لہٰذا اگر آپ بھی رسول اللہ ہو کر مردوں میں سے کسی کے باپ ہو جاتے تو کیا مضائقہ تھا۔ اس لیے قرآن نے رسول اللہ کے ساتھ خاتم النبیین کا اور اضافہ کر کے بتلا دیا کہ آپ صرف رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ خاتم النبیین بھی ہیں۔ اس لیے اگر آپ کے بھی پسری اولاد ہوتی تو جس طرح اسرائیلی سلسلہ میں انبیاء کی ذریت میں نبوت جاری رہی اسی طرح اسماعیلی سلسلہ میں بھی بقائے نبوت مناسب ہوتا۔ حالانکہ آپ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا گیا تھا۔ نفی ابوت اور اثبات خاتمیت کے اسی ارتباط کو دیکھ کر صحابہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کے فرزند اس لیے زندہ نہ رہے کہ آپ خاتم النبیین تھے۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو آپ کے فرزند حضرت ابراہیم ضرور زندہ رہتے اور نبی ہوتے لیکن عالم تقدیر میں چونکہ تناقض نہیں ہے اس لیے اگر ایک طرف ختم نبوت مقدر ہوا تو دوسری طرف آپ کے لیے پسری اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جانا بھی مقدر ہوا اور اعلان کر دیا گیا کہ انبیاء سابقین کی طرح آپ صرف رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ آپ پر نبوت کا ختم کرنا بھی مقصود ہے۔ انبیاء سابقین چونکہ صرف رسول اللہ تھے مگر خاتم النبیین نہ تھے اس لیے پسری اولاد میں ان کے لیے مضائقہ بھی نہ تھا۔ لیکن اس اولوالعزم نبی کے اگر کوئی پسری اولاد بلوغت کو پہنچتی تو اس کی عظمت کے شایان شان یہی تھا کہ سب سے اوّل اسی کو منصب نبوت سے نوازا جاتا اور یہ نامناسب تھا کہ بنی اسرائیل میں تو انبیاء کی ذریت میں نبوت رہے اور اسماعیلی سلسلہ میں اس افضل ترین رسول کے پسری اولاد رجولیت کی حد کو پہنچے اور پھر نبی نہ ہو۔ یہی باعث تھا کہ انبیاء سابقین نے اپنی ذریت میں بقاء نبوت کی دعائیں مانگی ہیں اور حق تعالیٰ نے بھی انہیں "وجعلنا فی ذریتهما" کی بشارتیں سنائی ہیں مگر اس نے جس کے حق میں قرآن نے "حریص علیکم" الخ فرمایا ہے۔ اپنی امت میں ایک نبی کے لیے بھی دعا نہیں کی اور نہ خود حق تعالیٰ نے پہلوؤں کی طرح اس کو انبیاء کی آمد کی کوئی بشارت دی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ دیگر

انبیاء فقط رسول اللہ تھے اور محمد عربی (ﷺ) رسول اللہ کے ساتھ خاتم النبیین بھی تھے۔ پھر جس کو خدا نے آخری نبی بنایا تھا وہ کیسے اپنی امت یا ذریت کے حق میں نبوت کی دعا کرتا اور کیسے مناسب تھا کہ اس کی ذریت میں کوئی بلوغت کی حد کو پہنچتا اور وہ ان کا باپ کہلاتا۔ **"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین"** (احزاب ۴۰)

محمد ﷺ کے لیے یہ مناسب ہی نہ تھا کہ وہ تم میں سے کسی مرد کا باپ ہوتا لیکن وہ تو اللہ کا رسول اور انبیاء میں سب سے آخر آنے والا ہے۔

"عن عامر الشعبی فی قول اللہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم قال ماکان لیعیش لہ فیکم ولد ذکر" (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۱۵۶ ابواب التفسیر)

عامر شعبیؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔ **"ماکان محمد ابااحدمن رجالکم"** کا یہ مطلب ہے کہ تم میں اے لوگوان کی کسی نرینہ اولاد کا زندہ رہنا مناسب ہی نہ تھا۔

ہمارے اس بیان سے دو امر اور ظاہر ہو گئے۔ اوّل یہ کہ صحابہؓ کے نزدیک بھی ختم نبوت کے یہ معنی تھے کہ اب آئندہ کوئی رسول نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے وفات ابراہیمؑ کا انہوں نے یہ نکتہ بیان کیا۔ دوم یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نبوت جاری ہوتی تو اس کے اوّلین مستحق صحابہؓ کے نزدیک بھی آپ کے فرزند حضرت ابراہیم ہی تھے۔ اسی کو حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ **"لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا"** (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۶۹ حدیث نمبر ۳۲۲۰۴)

(اگر حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق اور نبی ہوتے)۔ میرا بیٹا ابراہیمؑ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس لیے کہ جب بنی اسرائیل میں انبیاء کی ذریت میں نبوت رہی تو یہ نامناسب تھا کہ آپ کے فرزند کو نبوت نہ ملتی یا ملتی مگر کسی بعید پشت میں ظاہر ہوتی اور یہ تو کیسا ہی نامناسب تھا کہ ذریت محمد (ﷺ) سے نکل کر مثلاً مرزائیوں کے خاندان میں جا گھستی۔ اس جگہ اتنا بیان کر دینا اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ سرور کائنات کے وجود نے دیگر انبیاء کی آمد کو روک دیا ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ علم ازلی میں جتنے رسول مقدر تھے وہ ایک ایک کر کے سب آچکے۔ اب ایک دن آخر اس عالم کو ختم کرنا تھا اس لیے آخری دنیا کے لیے وہ رسول جو سب کے آخر میں رکھا گیا تھا بھیج دیا گیا تا کہ اس کی آمد جس طرح رسولوں کی مردم شماری کے خاتمے کی دلیل ہے اسی طرح قیامت کے قرب پر بھی برہان قاطع ہو جائے۔ یہی مطلب ہے **"انا والساعۃ کھا تین"** میں اور قیامت ان دو وسطی اور شہادت کی انگلیوں کی

طرح متصل ہیں۔

(اشارہ کرنا کہ حالانکہ معلوم ہے کہ قیامت آج تک نہیں آئی مگر چونکہ دنیا کی مجموعہ عمر کے مقابلہ میں آپ کی بعثت قیامت سے انتہائی قرب رکھتی تھی اس لیے اس کو کھاتین سے ادا کیا اور اسی لیے اس آخری رسول کے منہ میں (کتب سابقہ میں ایک پیشینگوئی ہے اس کی طرف اشارہ ہے) وہ کلام ڈالا جو موسیٰ علیہ السلام کے کانوں میں پڑا تھا۔ کیونکہ مدارج کلام میں یہ بھی ایک آخری مرتبہ ہے اور اس طور پر رسولوں کا آخر آخری کلام لیکر دنیا کے آخر میں آخرالام کے لیے مقدر ہوا تا کہ اوّل کا کمال آخر میں دوبالا ہو جائے۔ اور صباحت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ملاحت محمد ﷺ بھی جلوہ گر ہو۔ اسی مضمون کو صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ایک نہایت خوبصورت اور واضح مثال میں بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ان مثلی و مثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنی بيتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبيين (رواه البخاری فی كتاب الانبياء ج۱ص۵۰۱ باب خاتم النبیین و مسلم فی الفضائل ج۲ص۲۴۸ باب ذكر كونه خاتم النبيين و احمد فی مسنده ج۵ص۱۳۷ والنسائی و الترمذی ج۲ص۱۱۳ باب ماجاء مثل النبی والانبياء و فی بعض الفاظه فكنت انا سددت موضع اللبنة و ختم بی البنيات و ختم بی الرسل هكذا فی الكنز عن ابن عساكر ج۱۱ص۴۵۳ حدیث نمبر ۳۲۱۲۷۔)

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں ہر طرح سے حسن اور خوبی پیدا کی مگر ایک اینٹ کی جگہ اس کے ایک گوشہ میں چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے رہے اور تعجب کرتے رہے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی۔ اب میں وہ اینٹ ہوں اور آخری نبی ہوں۔ بخاری نے کتاب الانبیاء میں اس کو بیان کیا ہے اور مسلم نے اس کو فضائل میں اور احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی کے بعض الفاظ میں یہ بھی ہے کہ میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پر کیا اور مجھ سے تعمیر کی تکمیل اور اختتام ہوا اور مجھ سے تمام رسل کا اختتام ہوا۔ کنزالعمال میں ابن عساکر سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

اس تمثیل میں ایک طرف انبیاء سابقین کو رکھا ہے اور دوسری طرف اپنی ذات کو اور

انبیاء لاحقین کا کوئی ذکر نہیں۔ اور اس کے بعد قصر نبوت کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضورؐ کے نزدیک بعد میں کوئی رسول آنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے "مثلی و مثل الانبیاء من قبلی" فرما کر گویا تفریح کر دی کہ من بعدی کوئی رسول نہیں۔ یہ نکتہ ہمیں انہیں شیخ محی الدین عربی سے ہاتھ لگا ہے جن کا ذکر خیر سے سیکرٹری صاحب نے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "واعلم ان لنا من الله الهام لا الوحی فان سبیل الوحی قدانقطع بموت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد کان الوحی قبله ولم یجئی خبرالٰهی ان بعده (ﷺ) و حیا کما قال الله تعالیٰ و لقد اوحی الیک و الی اللذین من قبلک و لم یذکر و حیا بعده" (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۲۳۸ باب ۳۵۳)

(ترجمہ) یاد رہے کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب الہام کا سلسلہ باقی ہے نہ کہ وحی کا۔ کیونکہ وحی کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ساتھ منقطع ہو گیا۔ ہاں۔ پہلے وحی تھی اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ کہیں نہیں آیا کہ آپ کے بعد وحی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "آپ کی طرف اے رسول وحی بھیجی گئی اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف اور آپ کے بعد وحی کا ذکر نہیں کیا۔" حدیث مذکور ادھر بھی اشارہ کرتی ہے کہ آپ کا آخر میں آنا اس لیے مقدر ہوا کہ جو بے رونقی ایک اینٹ کی جگہ خالی ہونے کی وجہ سے اس قصر میں ہویدا تھی وہ اس آخری نبی کی وجہ سے پوری ہو جائے۔

یاد رکھو اب خدائی عزت کسی کو موقعہ نہیں دے گی جو لبنہ محمدیؐ کے بعد اس قصر کا مکمل کہلائے۔ تکمیل کے بعد تخریب تو ممکن ہے لیکن تکمیل ممکن نہیں۔ خط پر مہر لگا کر اس کا توڑنا تو ممکن ہے مگر اس کا کھولنا ممکن نہیں۔ پھر کون ہے جو ختم محمدی ﷺ کو توڑ کر قصر نبوت میں آ سکتا ہو اور کون ہے جو قصر نبوت کی تکمیل کے بعد اس کی تنقیص کا مدعی ہو۔ واللہ ثم باللہ جس کو خدا تعالیٰ نے آخری نبی کہا ہے وہی آخری نبی ہے۔ پھر کون ہے جو بعد میں نبوت کا دعویٰ کر کے آخری نبی بننے کا ارادہ رکھتا ہو۔ امم سابقہ کے پاس بہت سے رسول بھیجے گئے۔ پر وہ جس نے قصر نبوت کی تکمیل کی اسی امت مرحومہ کو نصیب ہوا۔ پھر کیا وہ امت جس کا رسول خاتم الانبیاء جیسا رسول ہو نبوت کی نعمت سے محروم کہی جا سکتی ہے۔ کیا وہ امت جس میں شرکت کی تمنا انبیاء رکھتے ہوں بدقسمت ٹھہر سکتی ہے۔ محروم وہ ہیں جنہیں ایسی رسالت عامہ تامہ کے بعد رسالت کی تمنا ہے۔ بدقسمت وہ ہیں جنہیں اپنے آقا کی ہمسری کا ولولہ ہے۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۴ حدیث نمبر ۳۱۸۸۵ میں

ہے۔ ''عن الحسن مرسلاً قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا رسول من ادرکنا حیا و من یولد بعدی رواه ابن سعد'' میں موجودین اور بعد میں آنے والوں کا سب کا رسول ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک سلسلہ رسالت جاری تھا اس وقت تک رسولوں کو مخصوص قوم اور مخصوص زمانہ کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ لیکن جب نبیوں کا ختم کرنے والا آیا تو پھر اس کی نبوت کو نہ کسی قوم سے مخصوص کیا گیا نہ کسی زمانہ سے بلکہ قیامت تک کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا تاکہ جس طرح وہ ان موجودین کا رسول کہلائے اسی طرح بعد میں آنے والوں کا بھی رسول ٹھہرے اور کسی چھوٹے منہ سے یہ نہ نکل سکے کہ وہ نبوت سے محروم ہے۔ مگر مرزائی کب باز آنے والے تھے آخرکار قادیان میں ایک اشتہاری نبی بلا ہی لیا۔ یہ سچ ہے کہ نبوت کوئی زلزلہ نہیں ہے کہ لوگ اس سے گھبرائیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جب تک زلزلہ آ کر یہ قصر نبوت گر نہ جائے اس وقت تک کسی نبوت کے لیے جگہ بھی خالی نہیں اور اگر یہی دلیل اجراء نبوت کی ہے تو پھر نبوت تشریعیہ بھی کوئی زلزلہ نہیں ہے۔ لہٰذا قادیان کے سجادہ نشین کو چاہیے کہ وہ شریعت جدیدہ کا بھی دعویٰ کر دے۔ آخر جب نبوت کی ہوس ہے تو وحی جدید سے کیوں بیزاری ہے۔ اور اگر کامل دین کے بعد کوئی دین نہیں ہے تو کامل نبی کے بعد کوئی نبی کیوں ہو۔ خدا ان خلوتوں میں تشتت اور اس جماعت میں تمزق اور ان دیار کی تدمیر کرے جن میں خدا کے رسول کے خلاف یہ نجوی اور سرگوشیاں ہوتی ہیں اور توہین نبی پر تعظیم نبی کا لفظی ملمع چڑھا کر مسلمانوں کی فریب دہی کے منصوبے گانٹھے جاتے ہیں۔

قرآن عزیز کے اس معجز بیان پر سو مرتبہ قربان ہو جایئے جس نے اس امت کو ''خیر امة'' کہا۔ مگر اس لیے نہیں کہ اس میں بہت سے نبی ہوں گے۔ اگر اس لیے یہ امت خیر امت ہوتی تو بنی اسرائیل اس سے پہلے اس لقب کے مستحق تھے کہ جتنے رسول ان میں ہوئے اگر قادیان کا سجادہ نشین ''اهدنا الصراط المستقیم'' کی دعا مانگ مانگ کر فنا بھی ہو جائے پھر بھی اتنے تو کیا ایک بھی پیدا نہ ہوگا۔

ہاں۔ اتنی دعاؤں کے بعد جبکہ خیر القرون گزر گیا۔ شیدائی محمدیؐ اپنی جانیں قربان کر کے جام شہادت نوش کر گئے۔ اولیاء اللہ ایک سے ایک ریاضت کرنے والے اپنی عمر میں فنا کر گئے کہ دفعۃً مختاری کے امتحان سے ایک فیلر نبوت کے امتحان میں جا پاس ہوا۔ ہر چند کہ اس کے مریدین میں ابھی اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ محض مجدد تھا۔ کوئی کہتا ہے سچ مچ نبی تھا۔ لیجئے اس

کے آتے ہی یہ امت خیر امت بن گئی اور بدقسمت خوش قسمت ہوگئی۔ ارے۔ اگر اتباع شریعت سے کوئی نبی ہوجایا کرتا تو اے عقل ودین کے دشمنو! سب سے اوّل ابوبکرؓ ہوتا۔ عمرؓ ہوتا۔ عثمانؓ ہوتا' علیؓ ہوتا' مگر سرکار دو جہاں نے کیسے پیار کے وقت کیسی محبت کے وقت حضرت علیؓ سے فرمادیا کہ

"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی"

(مشکوٰۃ ص ۵۶۳ باب مناقب علی بن ابی طالبؓ)

اے علیؓ تو میرا ایسا ہی نائب ہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے۔ مگر میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اس لیے ہارون علیہ السلام تو نبی تھے لیکن تو نبی نہیں ہے۔ اور صاف فرمادیا کہ "**الا انه لا نبی بعدی**" خیال فرمایئے کہ صرف اس تشبیہ سے حضرت علیؓ کی نبوت کہاں ثابت ہوتی تھی لیکن سرکار دو جہاں نے اس وہم کا بھی ازالہ کردیا اور فرمادیا "**الا انه لانبی بعدی**" اس پر بھی ایسے اغبیاء کی جماعت موجود ہے جس کی سمجھ میں ہنوز کچھ نہیں آیا۔ الغرض جبکہ قرآن اس امت کو دوسری امتوں پر فضیلت دے رہا تھا تو اس نے یہ نہیں کہا کہ اے امت محمد یہ تو اس لیے خیر امت ہے کہ پہلی امتوں میں ہم نے اگر سو نبی بنائے ہیں تو تجھ میں دو سو بنائیں گے۔ بلکہ یوں فرمایا۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و تومنون بالله (آل عمران ۱۱۰)

تم تمام امتوں میں سب سے بہتر امت ہو تمہیں اس لیے بنایا گیا ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دو اور بری باتوں سے منع کرو۔ اور اللہ پر ایمان رکھو۔

یعنی تیری خیریت امر بالمعروف' نہی عن المنکر' اور ایمان باللہ کی وجہ سے ہے اس لیے اب تو میں یوں کہتا ہوں کہ اس آیت سے تو بجائے فتح باب نبوت کے ختم نبوت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر اس امت میں نبوت جاری ہوتی تو اس کی خیریت بیان کرنے میں سب سے پہلا نمبر اس امت کی نبوتوں کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔ اس کے بعد میں دوسرے اوصاف کا ذکر مناسب تھا۔ حالانکہ یہاں صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کا ذکر ہے کیونکہ جو توحید اس امت کو نصیب ہے ان سے بقیہ امم محروم ہیں جیسا کہ عندالتقابل ظاہر ہوجائے گا۔ اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ "**اهدنا الصراط المستقيم**" کی دعا بھی اس لیے ہرگز تعلیم نہیں دے گئی کہ لوگ اس کے ذریعہ سے نبی بنا کریں ورنہ تو بقول سیکرٹری صاحب ذات باری پر شدید الزام آئے

گا کہ دعا کا نتیجہ وثمرہ نہیں عطا فرمایا جاتا تھا تو دعا کے سکھلانے کا فعل عبث کیوں کیا گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس دعا کا مقصد عطاء نبوت ہوتا تو جس طرح اس امت میں لاکھوں صدیق اور کروڑوں شہداء وصالحین پیدا ہوئے اسی طرح کم از کم ایک ہزار تو نبی بن جاتے۔ مگر یہاں تو اس فہرست میں صرف ایک ہی نام بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ وہ بھی زیر اختلاف ہے۔ اب مرزائی بتائیں کہ جب تیرہ سو سال کی دعا کا نتیجہ یہ نکلا تو یہ امت خیر امت رہی یا شرامت۔ علاوہ ازیں اگر اس آیت میں نبوت ہی کی دعا ہے تو پھر خود سردار دو جہاں کیوں اس دعا کو نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ العیاذ باللہ کیا آپ کو بھی نبوت حاصل نہ تھی۔ اگر حاصل تھی اور سب سے افضل حاصل تھی تو دعا کس امر کی مانگتے تھے۔ یہ بھی عجیب دعا ہوئی کہ جو تیرہ سو سال سے چیخ چیخ کر مانگ رہے ہوں ان کی تو قبول نہ ہو اور جس کی بلا مانگے قبول ہو چکی ہو وہ اس کے بعد بھی مانگتا ہی رہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی کو حکومت برطانیہ وائسرائے بنا دے مگر اس کی درخواست یہی باقی رہے کہ مجھے وائسرائے بنا دیجئے۔ سوچو کہ ایسے شخص کو کیا کہو گے۔ لہٰذا اگر اس آیت میں نبوت حاصل ہونے کی دعا ہے تو آپ کی شان والا پر بہت بڑا الزام عائد ہوتا ہے۔ کسی کے دل میں کوئی ذرہ ایمان کا باقی ہے کہ ایسی خود ساختہ تفاسیر سے توبہ کرے؟ اس مقام پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب منعم علیہم کے قرآن نے چار گروہ بیان کیے ہیں یعنی نبیین' شہداء' صدیقین اور صالحین تو پھر آپ کو صرف خاتم النبیین کیوں کہا گیا۔ خاتم الشہداء یا خاتم الصدیقین' خاتم الصالحین کیوں نہیں کہا گیا۔ مرزائی لٹریچر میں تو ختم نبوت نبی بنانے کے لیے ہی ہے تو کیا شہادت اور صلاح اور صدیقیت بلا آپ کی مہر کے ممکن ہے؟ اس لیے ضرور تھا کہ جس طرح آپ کو خاتم النبیین کہا گیا تھا اسی طور پر خاتم الصالحین بھی کہا جاتا۔ تا صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر نعمت آپ ہی کے دامن کے نیچے مستور ہے۔ اس امر کو حل کرنے کے لیے کہ آپ کو خاتم علی الاطلاق کیوں نہ کہا گیا اور آپ کی خاتمیت کو صرف انبیاء کے ساتھ مقید کیوں کیا گیا ہے۔ پہلے ہمیں لفظ "خاتم" پر بحث کرنا ضروری ہے۔

آیت مذکور میں دو قراءتیں ہیں۔ اول بکسر تا' دوم بفتح تاء۔ جمہور کی قراءت بکسر تا ہے جیسا کہ شیخ سید محمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "**وقرأ الجمهور خاتم بکسر التاء علی انه اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد به آخرهم**" (جمہور کی قراءت خاتم اسم فاعل تا کے زیر سے ہے یعنی جو ختم کرنے والا ہے انبیاء کا مراد یہ کہ آخری نبی ہے)۔

(روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲ زیر آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم)

اسی طرح علامہ جریر الطبری لکھتے ہیں کہ حسن اور عاصم کے علاوہ تمام قراءِ خاتم بکسر تا پڑھتے تھے۔ (ج ۲۲ص ۱۶)

یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اختلاف قرأت کی وجہ کسی مسئلہ یا عقیدے کا اختلاف نہیں ہوتا بلکہ قرآن چونکہ اپنے الفاظ کے لحاظ سے بھی ایسا ہی محفوظ ہے جیسا کہ معنی کے اعتبار سے۔ اس لیے جس صحابی نے جو قرأت اختیار کی وہ محض اس بنا پر کی کہ اس کو یہی قرأت پہنچی تھی لہٰذا انہی الفاظ کو محفوظ رکھنا اس نے اپنا فرض منصبی سمجھا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

"عن علقمة قال قدمنا الشام فاتانا ابوالدرداء فقال افيكم احديقراء على قرأة عبدالله فقلت نعم أنا' قال فكيف سمعت عبدالله يقراء هذه الآية "والليل اذا يغشى" قال سمعته "والليل اذا يغشى والذكر والانثى" قال وانا والله هكذا سمعتا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء ها. ولكن هؤلاء يريدون ان اقراء "وماخلق" فلا اتابعهم."

حضرت علقمہؓ سے مروی ہے کہ ہم ملک شام آئے تو ہمارے پاس حضرت ابولدرداءؓ تشریف لائے۔ پوچھا کہ کیا تم میں کوئی حضرت عبداللہ کی قرأت کے موافق قرأت کرنے والا ہے میں نے کہا۔ ہاں میں ہوں۔ انہوں نے کہا بولو تم نے عبداللہ کو یہ آیت "واللیل اذا یغشی" کس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ کہا میں نے اس طرح سنا ہے کہ "واللیل اذا یغشی' والذکر والانثی" انہوں نے کہا کہ قسم خدا کی میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ میں اس طرح پڑھوں کہ "وماخلق الذکر والانثی" پس میں ان کی اتباع نہیں کروں گا۔

دیکھئے "والذکر والانثی" اور "وماخلق الذکر والانثی" میں اختلاف کسی عقیدے یا مسئلہ کی بناء پر نہ تھا۔ کیونکہ مراد دونوں کی ایک ہی ہے بلکہ وجہ وہی تھی کہ جسے جو لفظ پہنچا وہ اسے ہی محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ خواہ وہ جمہور کے موافق رہے یا مخالف۔ اور آج بھی آپ کی قرأت بجائے "والذکر والانثی" کے "وماخلق الذکر والانثی" ہی ہے اسی طرح حضرت ابوالدرداءؓ نے جو قرأت حضورؐ سے سن لی تھی اور اسے ترک کرنا کسی طرح پسند نہ کیا۔ ٹھیک اسی طرح اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خاتم بالفتح کی قرأت اختیار کی۔ تو اس کی وجہ کسی مسئلہ کا اختلاف نہیں بلکہ وہی تحفظ لفظی جو قرآن کریم کا طغرۂ امتیاز ہے مدنظر تھا اور یہ کیسے ممکن تھا جبکہ خود

حضورؐ ان سے فرما چکے تھے کہ "**ان تکون منی بمنزلة هرون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی**" (تم میرے لیے ایسے ہو کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارونؑ تھے مگر وہ نبی تھے اور تم نبی نہیں۔ کیونکہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا)۔ اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں۔

عن علی قال وجعت وجعافاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فاقامنی فی مکانه و قام یصلی و القی علی طرف ثوبه ثم قال برئت یا ابن ابی طالب فلابأس علیک، ماسألت الله لی شیئًا الا سألت لک مثله ولاسألت الله شیئًا الا اعطانیه غیر انه قیل لی لانبی بعدک فقمت فکأنی ماشتکیت.

(کذافی الکنز ص ۴۰۷ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۵۱۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں بڑا سخت بیمار ہوا اور حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اپنے پاس مجھے جگہ دی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنے کپڑے کا ایک پلہ مجھ پر ڈالا۔ پھر فرمانے لگے لو ابن ابی طالب تم اچھے ہو گئے۔ اب کچھ فکر مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے میں نے کوئی چیز ایسی نہیں مانگی کہ اس کے مثل تمہارے لیے نہ مانگی ہو۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں رہی کہ میں نے اللہ سے مانگی ہو وہ مجھے نہ ملی ہو۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ مجھے کہا گیا ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں فوراً ایسا کھڑا ہو گیا گویا بیمار ہی نہیں ہوا تھا اس حدیث نے خوب تشریح کر دی کہ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں۔ اور چلئے قراأت خاتم بفتح التاء ہی سہی۔ لیکن کس محبت و پیار کے وقت یہاں بھی صاف کہہ دیا گیا کہ "**انه لانبی بعدی**" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) جس سے یہ امر تو متیقن ہو گیا کہ نبوت کے بارے میں حضور سرور کائناتؐ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تو یہی تھا۔ لیکن ہم تبرعاً لغت سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ یہ دونوں لفظ ہم معنی مستعمل ہوتے ہیں۔ لسان العرب اور قاموس میں مصرحاً موجود ہے کہ خاتم بالفتح بھی خاتم بالکسر کے معنی میں آتا ہے۔ اور چونکہ مرجع قراأتیں واحد ہونا چاہیں اس لیے ائمہ لغت اور مفسرین نے بالاتفاق خاتم بالفتح کو خاتم بالکسر کی طرف راجع کیا ہے چنانچہ لسان العرب ج ۴ ص ۲۵ میں ہے۔

الخا تم والخاتم من اسماء النبی صلی الله علیه وسلم و فی التنزیل العزیز ماکان محمد الخ ای آخرهم ویقال فیه خاتمهم وخاتمهم آخرهم وایضاً

فی القاموس و تاج العروس و الخاتم آخر القوم کالخاتم ومنه قوله تعالیٰ و خاتم النبیین ای آخرھم.

خاتم اور خاتم دونوں نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارک سے ہیں۔اور قرآن عزیز میں آیت ما کان محمد ابا احد الخ میں خاتم النبیین کے معنی آخرالانبیاء کے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں میں خاتم یا خاتم ہے یعنی آخری ہے۔اور قاموس اور تاج العروس میں ہے کہ خاتم کے معنی آخر شخص کے ہیں اور خاتم بھی ایسی ہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین ہے یعنی آخری نبی۔اتنی تحقیق کے بعد حاجت نہ تھی کہ ہم آنحضرت ﷺ کی کچھ اور احادیث پیش کرتے۔ مگر صرف اطمینان خاطر کے لیے ایک حدیث صریح اور پیش کیے دیتے ہیں۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لانبی بعدی.

(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الفتن و اللفظ لہٗ ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ماجاء لاتقوم الساعة)

''ثوبانؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں آخرالانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اس حدیث میں چند امور غور طلب ہیں۔اولاً یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب تیس مدعیان کاذب کی خبر دی تھی تو اگر اس مدت میں باب نبوت صادقہ بھی کھلا ہوا ہوتا تو کیا آپ انبیاء صادقین کی بشارت نہ دیتے۔لیکن جبکہ قرآن وحدیث نے بالاتفاق کہیں ایک رسول کے آنے کی بھی خبر نہیں دی بلکہ اس کے بالکل برخلاف قرآن نے ختم نبوت کا اعلان کیا اور حدیث نے مدعیان نبوت کو دجال اور کذاب ٹھہرایا تو نتیجہ واضح ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے علم میں نبوت ختم ہو چکی ہے۔اسی لیے حدیث میں ان مدعیان نبوت کے کاذب ہونے کی علامت صرف اس امر کو قرار دیا ہے کہ وہ اپنے متعلق نبوت کا گمان رکھتے ہوں گے۔حالانکہ اگر نبوت باقی ہوتی تو نبوت کا گمان رکھنا بقول سیکرٹری صاحب کوئی زلزلہ یا طاعون تو تھا نہیں پھر اس نعمت کے گمان اور تخیل کو حضور اکرمؐ نے دجالیت کی علامت کیوں قرار دیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ آگے بطور دلیل بیان فرمایا کہ میں چونکہ (بحکم قرآنی) خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے نبوت کا خیال میرے بعد کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

خاتم الانبیاء فداہ ابی و امی تو ختم نبوت کی بحث کو دو لفظوں میں ختم کر گئے تھے اور خوب کھول کھول کر سمجھا گئے تھے کہ میرے بعد ہر مدعی نبوت کو دجال سمجھنا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد نبی کیسا؟ اور اسی پر اسلامی حکومتوں میں عملدر آمد بھی رہا ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلامی میں ایک واقعہ بھی نہیں دکھلایا جا سکتا کہ کسی زمانے میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ پھر اس سے ختم نبوت کے مسئلہ پر بحثیں کی گئی ہوں اور اس کے صدق کے دلائل طلب کیے گئے ہوں۔ بلکہ ہر ایک کو بموجب دعویٰ نبوت جہنم رسید کر دیا گیا ہے۔

مگر آہ! یہ کیسی بے کسی کا زمانہ ہے کہ آج سرور کائناتؐ کے بعد خائب و خاسر چھرے سر بزم "نبوت نبوت" پکارتے پھر رہے ہیں اور ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے کانوں کو اس کی خرافات سے محفوظ ہی کر لیں۔ صد افسوس۔

کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ (الکہف ۵)

کیسا بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے جو از سرتاپا کذب محض ہے۔

اس مضمون کی اگر جملہ احادیث جمع کی جائیں تو یقیناً اس کے لیے ایک طویل فرصت درکار ہے۔ کیونکہ اس باب میں ایک سو بارہ احادیث آ چکی ہیں جن میں علی الاعلان بیان کر دیا گیا ہے کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کا سلسلہ کلیۃً مسدود ہے۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے اور جس کے دل میں ایمان ہو وہ سمجھ لے۔ البتہ جن صحابہ سے یہ احادیث مروی ہیں ان کے اسماء ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے مولانا محترم محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم کے رسائل کی طرف مراجعت کی جائے۔

(۱) قتادہؓ (۲) عبداللہ بن مسعودؓ (۳) حسنؓ (۴) مغیرۃ بن شعبۃؓ (۵) عائشہؓ (۶) جابر بن عبداللہؓ (۷) ابوسعید الخدریؓ (۸) ابوالطفیلؓ (۹) ابوھریرۃؓ (۱۰) انسؓ (۱۱) عفان بن مسلمؓ (۱۲) ابومعاویہؓ (۱۳) جبیر بن مطعمؓ (۱۴) عبداللہ بن عمرؓ (۱۵) ابی بن کعبؓ (۱۶) حذیفہؓ (۱۷) ثوبانؓ (۱۸) عبادۃ بن الصامتؓ (۱۹) عبداللہ بن عباسؓ (۲۰) عطاء بن یسارؓ (۲۱) سعد بن ابی وقاصؓ (۲۲) عرباض بن ساریۃؓ (۲۳) عقبۃ بن عامرؓ (۲۴) ابوموسی الاشعریؓ (۲۵) ام کرز (۲۶) عمر الفاروقؓ (۲۷) ابوحازمؓ (۲۸) ابوامامۃ الباھلیؓ (۲۹) سفینۃؓ (۳۰) تمیم الداریؓ (۳۱) نعیم بن مسعودؓ (۳۲) عبداللہ بن عمرو اللیثیؓ (۳۳) نعمان بن بشیرؓ (۳۴) ابن زمل الجھنیؓ (۳۵) ضحاک بن نوفلؓ (۳۶) علیؓ (۳۷) ابوذر الغفاریؓ (۳۸) معاذؓ (۳۹) سھل بن سعدؓ (۴۰) حبشی

بن ضادۃؓ (۴۱) اسماء بنت عمیسؓ (۴۲) زید بن ابی اوفیؓ (۴۳) ابوقیلۃؓ (۴۴) عقیل بن ابی طالبؓ (۴۵) ابوالفضلؓ (۴۶) نافعؓ (۴۷) عوف بن مالکؓ (۴۸) ابوبکرۃؓ (۴۹) ابومالک الاشعریؓ (۵۰) ابوعبیدۃؓ (۵۱) عصمۃ بن مالکؓ (۵۲) عمرو بن قیسؓ (۵۳) سلمان الفارسیؓ (۵۴) محمد بن حزم الانصاریؓ (۵۵) بھز بن حکیمؓ (۵۶) عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ (۵۷) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (۵۸) ابوقتادۃؓ (۵۹) قتادۃؓ (۶۰) عبداللہ بن ثابتؓ۔

جب لغت اور احادیث صحیحہ سے یہ امر واضح ہو چکا کہ ''خاتم'' بمعنی ''آخر'' ہے تو آپ کی خاتمیت کو صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی۔ کیونکہ اس تقدیر پر اگر آپ کو خاتم الصلحاء اور خاتم الصدیقین والشہداء کہہ دیا جاتا تو جس طرح آپ کا ظہور انبیاء علیہم السلام کے آخر ہونے کی دلیل ٹھہرا۔ اسی طرح لازم آتا کہ اب آپ کے بعد کوئی صالح اور صدیق بھی نہ ہوگا۔ حالانکہ آپ کی امت میں تمام امم سے بڑھ کر اولیاءؑ واقطاب مقدر ہو چکے تھے۔ اگر اس امت کے اولیاء کا دیگر امتوں سے مقابلہ کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی امت اس امت مرحومہ کے برابر اولیاء صدیقین کی فہرست پیش کر سکتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سمجھ دیتا تو معلوم ہوتا کہ اس امت کے خیر الامم ہونے کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہوگی کہ مجموعی حیثیت سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ جس قدر اس امت میں گذرے کسی دوسری امت میں نہیں گزرے اور جیسا افضل رسول اس امت کو ملا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ دیکھو نبی کریم ﷺ اپنی امت کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

''عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل الجنۃ عشرون ومائۃ صف ثمانون منہا من ہذہ الامۃ واربعون من سائر الامم۔ ہذا حدیث حسن
(رواہ الترمذی ج۲ ص۸۱ ابواب اہل الجنۃ مشکوٰۃ ص۴۹۸)

''بریدہؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفوف ہونگی جس میں اسی میری امت کی اور بقیہ چالیس دیگر امم کی ہوں گی۔'' (ترمذی اس کو روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے)۔

اس حدیث نے کسی قدر وضاحت کے ساتھ آپ کی امت کی کرامت اور اس کے اولیاء مقربین کی کثرت کو ظاہر کیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب صدیقیت وغیرہ سب جاری ہیں تو نبوت کس لیے مسدود ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت پر چل کر اور کسی نبی کی تصدیق کر کے

جوانعامات مل سکتے ہیں وہ صرف یہی ہیں۔ نبوت کسب و اتباع کا ثمرہ نہیں ہے۔ قرآن عزیز نے کسی ایک جگہ بھی نبوت کو کسب کا ثمرہ نہیں بتایا بلکہ صرف اپنے اجتباء واصطفاء پر موقوف رکھا ہے۔ ''الله یصطفی من الملئکة رسلا و من الناس۔'' (الحج ۷۵) انسانوں اور فرشتوں میں سے کسی کو اپنا پیغامبر بنانا صرف خدا تعالیٰ کے اصطفاء سے ہی ہوا کرتا ہے۔

قرآن عزیز فرضیت صوم بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے۔ ''لعلکم تتقون'' (بقرہ ۱۸۳) یعنی اگر تم پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے رہو تو شاید متقی ہو جاؤ لیکن ایک آیت بھی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں یہ فرمایا کہ اگر تم اس نبی کا اتباع کرو تو شاید نبی بن جاؤ۔

لہٰذا خوب واضح ہو گیا کہ اگر اس امت میں نبی نہ بنے تو اس سے آپ کی قوت قدسیہ کا کوئی نقصان ظاہر نہیں ہوتا۔ اگر آپ کی قوت قدسیہ کا اندازہ لگانا ہو تو خود آپ کے فرمان سے اندازہ کرو کہ جنت کی ۱۲۰ صفوں میں سے ۸۰ صفوف جنت میں داخل ہونے والی آپ ہی کی قوت قدسیہ کا ثمرہ نہیں تو اور کیا ہے۔ بلکہ آپ کی قوت قدسیہ کو اگر دیکھنا ہے تو آپ کے امتیوں کو دیکھو جو صرف آپ کے طفیل میں انبیاء علیہم السلام کے لیے قابل غبطہ بنے ہوئے ہیں۔ ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۴ ابواب الذھد میں روایت ہے۔

یقول قال الله تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء۔

''جو میرے جلال کا لحاظ کر کے آپس میں محبت رکھنے والے ہیں قیامت میں ان کے لیے ''نور'' کے منبر رکھے جائیں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی غبطہ کریں گے۔''

وجہ یہ ہے کہ ہر عمل کی ایک خصوصیت ہے جو محشر میں ظاہر ہوگی۔ خدا کی راہ میں موت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس موت کو حیٰوۃ کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ ''ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء'' (البقرہ ۱۵۴) (اللہ کی راہ میں جو لوگ قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں) اسی طرح حق تعالیٰ جس کو اپنا رسول و نبی بنائے اس کے بھی خصائص ہیں۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کے جلال و بزرگی کو نظر رکھتے ہوئے باہم محبت و آشتی رکھنا اور کوئی دوسری غرض نہ رکھنا بھی محشر میں ایک خاص امتیازی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ آخرت کی ہر خصوصیت قابل غبطہ ہے پس جبکہ یہ امت محض آپ کی قوت قدسیہ کے طفیل میں انبیاء علیہم السلام کے لیے قابل غبطہ بن گئی۔ تو اب اس سے زیادہ اور کیا درکار ہے۔

یہ بات یادرکھنے کے لائق ہے کہ حدیث اس جماعت کو جوخدا تعالیٰ کے لیے محبت رکھتی ہو۔انبیاء علیہم السلام کے لیے قابل غبط تو کہتی ہے مگر نبی نہیں کہتی۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۶ باب الحب فی اللہ ومن اللہ میں مصرعاً موجود ہے۔

عن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من عباد الله لاناساً ماهم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء يوم القيامة بمكانهم من الله. قالوا يارسول الله تخبرنامن هم. قال هم قوم تحابوا بروح الله على غيرارحام بينهم الخ.

عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو نبی ہیں نہ شہید، لیکن چونکہ ان کا تعلق محض لوجہ اللہ تھا۔اس لیے حق تعالیٰ محشر میں انہیں ایک ایسا مرتبہ عطا فرمائیں گے جس پر انبیاء وشہداء کو بھی غبطہ ہوگا۔صحابہؓ نے سوال کیا یارسول اللہ وہ لوگ کون ہوں گے۔کہا جوصرف میری وجہ سے محبت رکھتے ہیں۔(الخ)

اس سے ظاہر ہے کہ اس امت میں نبوت تو نہیں ہے لیکن ایسے عمل ضرور ہیں جن سے ایک امتی انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی قابل غبطہ ہوسکتا ہے۔

الحاصل جب نبوت خدائی اصطفاء پر موقوف ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کے کمال پر تو خاتم النبیین کی آمد سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کو جتنے رسول بنانے تھے وہ بنا چکا اور اس محدود عالم کے واسطے جتنے اعداد رسل مقدر تھے ختم ہولیے اور اس لیے اس نے اس دروازے کو جسے آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا۔نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے بند کردیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ جس طرح تعمیر عالم کے وقت اجراء نبوت ورسالت کا اعلان ہوا تھا۔اسی طرح تخریب عالم یعنی قرب قیامت میں اس کے ختم کا اعلان بھی از بس ضروری تھا۔قال تعالی **"امایاتینکم رسل منکم"** (الزمر ۷۱) سورۂ بقرہ میں تفصیل سے موجود ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اس کا بھی اعلان کردیا کہ اے آدمؑ کی ذریت تمہارے پاس ہمارے رسول آئیں گے۔تم ان پر ایمان لانا۔جب تک خود خدا تعالیٰ ہی نبوت کے ختم کا اعلان نہ کرتا ابناء آدمؑ پر واجب تھا کہ وہ قیامت تک اس حکم کے ماتحت ہر زمانہ میں رسول کا انتظار کیا کرتے۔لہٰذا جب دنیا کو ختم کرنا منظور ہوا تو اس کے ساتھ ہی آخری رسول بھیج کر اعلان کردیا کہ اب رسول ختم ہوئے۔دنیا بھی ختم ہے۔لہٰذا اب رسولوں کا انتظار نہ کرنا کیونکہ خاتم الانبیاء آچکا۔اس کے بعد

اب نبی نہیں آ سکتا اور اس کے ساتھ میرا کلام اتر چکا جس کے بعد کوئی شریعت نہیں۔ لہٰذا اب نہ شریعت کا انتظار کرو نہ نبی کا۔ کیونکہ اب یہی تمہارا نبی ہوگا اور یہی تمہاری شریعت رہے گی۔ اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے "الیوم اکملت لکم دینکم الخ" (میں نے آج تمہارے لیے دین کی تکمیل کردی) مفسرین نے اس آیت کی شرح میں بہت کچھ لکھا ہے مگر مجھے سب سے پیارے وہ جملے معلوم ہوتے ہیں جو درمنثور میں غالباً ابن عباسؓ سے منقول ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ "اب ہم نے تمہارے دین کو کامل کردیا ہے تو اب کبھی ناقص نہ ہوگا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کردیا ہے تو کبھی مسلوب نہ ہوگی۔ اور دین اسلام تمہارے لیے پسند کرلیا ہے کہ پھر کبھی ناپسند نہ ہوگا۔"

الحاصل جب شریعت اس معنی سے آخر ہے کہ اس کے بعد میں کوئی شریعت نہیں تو رسول بھی "آخر" اس معنی سے ہے کہ اس کے بعد کوئی رسول نہیں اور اسی لیے حق تبارک وتعالیٰ نے اسے خاتم النبیین فرمایا مگر خاتم الصالحین، خاتم الشہداء اور خاتم الصدیقین کہیں نہ فرمایا۔ کیونکہ سب نعمتیں جو کسی کامل کے اتباع سے مل سکتی ہیں۔ جاری ہیں بلکہ اس امت میں سب سے زیادہ جاری ہیں لیکن نبوت! تو اگر خدا تعالیٰ کو جہان رکھنا ہوتا تو شاید وہ خاتم الانبیاء کو ابھی اور نہ بھیجتا۔ لیکن جب جہان ہی ختم کرنا ہے تو نبوت باقی رہے تو کس کے واسطے؟ سیکرٹری صاحب تو نبوت کو رو رہے ہیں اور پیغمبر خداﷺ کے خاتمہ کا اعلان کرچکے ہیں۔ احادیث میں مصرح موجود ہے کہ قرب قیامت میں صحیح علم بھی اٹھالیا جائے گا۔ کیونکہ جب تک علم نبوت کا ابقاء منظور ہے علماء کو باقی رکھنا ضروری ہے لیکن جب عالم کو سمیٹنا مقدر ہوگا تو علم نبوت رہے گا نہ اس کے حاملین بلکہ شرار الناس باقی رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

کہئے سیکرٹری صاحب! آپ تو نبوت کے خواب دیکھ رہے تھے اور حدیثیں تو آخر زمانے میں علم کو بھی رخصت کرتی ہیں۔ یہ ایک نہایت موٹی بات تھی کہ جب جہان ہی ختم ہونا ہے تو نبوت کا ختم ہونا بھی ایک ضروری امر ہے۔ لیکن کیا کریں کہ محض ایک مراقی شخص کے دعویٰ پر ایمان لاکر اس موٹی بات کے سمجھنے کی بھی اہلیت باقی نہیں رہی۔ قرآن سے آنکھیں بند ہوئیں۔ احادیث سے لاپرواہی برتی گئی اور تنکوں کا سہارا نکالا گیا ہے۔ حتیٰ کہ کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ خاتم النبیین کا لفظ ایسا ہے جیسا کہ خاتم المفسرین کا۔ حالانکہ اس قائل کو یہ خبر نہیں کہ آپ کے لیے صرف یہی ایک لفظ نہیں بلکہ اس کے ہم معنی اور بھی بہت سے الفاظ وارد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت میں بجائے خاتم النبیین کے ختم النبیین ہے اور

احادیث میں ختم بی النبیون (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) آخر النبیین. وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱) (میں سب سے بعد آنے والا ہوں وہ وہی ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہ ہو) بھی آئے ہیں۔ اب سوچو کہ بھلا یہ سب الفاظ صرف مدحی کہے جا سکتے ہیں؟ صفتی صیغہ میں تو یہ دجل چل سکتا ہے مگر کیا کوئی مدعا یہ بھی کہتا ہے کہ "فلان ختم به المفسرون" اس کے علاوہ القاب مدحیہ جس کے لیے بولے جاتے ہیں وہ خود اس کا مدعی نہیں ہوا کرتا جیسا کہ اگر کسی خاتم المفسرین سے آپ دریافت کریں کہ کیا آپ خاتم المفسرین ہیں تو وہ اگر آدمی ہے تو یہی جواب دے گا کہ میں ہرگز اس قابل نہیں۔ ہاں یہ دوسرے لوگ البتہ اس کے اعزاز میں اس لقب کو استعمال کریں گے.......... لیکن احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لقب کو آپ نے خود ہی اپنے حق میں استعمال کیا ہے اور جس نے بھی بعد میں استعمال کیا آپ ہی کی تعلیم سے استعمال کیا۔

علاوہ ازیں یہ بھی تو سمجھو کہ ایک متکلم خاتم المفسرین تعدد اشخاص اور تعدد زمان کے اعتبار سے متعدد اشخاص کو کہہ سکا ہے۔ اس لیے اس سے خود ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ لقب محض مدحی طور پر ہے۔ لیکن ازل سے آج تک نہ وحی سماوی نے کسی کو خاتم النبیین کا لقب دیا اور نہ خود رسولوں میں سے کسی نے اس لقب کو اپنے متعلق استعمال کیا اور نہ آنحضرتؐ نے اس لقب سے کسی نبی کو یاد کیا۔

پس اگر یہ لقب خاتم المفسرین کی طرح تھا تو جیسے آج تک ہزاروں خاتم المفسرین گزر گئے۔ دو چار خاتم الانبیاء بھی تو گزر جاتے۔ مگر کون ہے جو ان موٹی اور بدیہی باتوں کو سمجھے۔ "ومن لم یجعل الله له نورا فما لهم من نور" (اللہ نے جس کو نور کا حصہ نہیں دیا تو اس کے پاس نور کہاں سے آئے)۔

اب انصاف ناظرین پر ہے کہ جو مسئلہ قرآن کریم میں اس شدومد سے مدلل و مبرہن موجود ہو۔ ساٹھ صحابہؓ سے ایک سو بارہ احادیث میں مفصلاً روایت کیا جا چکا ہو اس کی تردید کے لیے دور کے استنباطات' ناتمام تشبیہات' رکیک شبہات اور بے سند احادیث بھلا کیا کفایت کر سکتی ہیں۔ غور کیجئے کہ آیۃ "کنتم خیر امة اخوجت للناس (العمران ۱۱۰) اور اهدنا الصراط المستقیم" کو مسئلہ اجراء نبوت سے کیا علاقہ ہے۔ پہلی آیت میں تو اس امت کی فضیلت بیان ہو رہی ہے اور دوسری میں ایک عام دعا۔ اب خواہ مخواہ ایک مقدمہ کا اور اضافہ کر کے ثابت کیا جاتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔ یعنی یہ کہ جب یہ امت خیر امت ہے تو ضرور اس کو نبوت ملنی چاہیے ورنہ

یہ امت خیر امت نہ رہی۔ بھلا پوچھئے تو سہی کہ خیر امت ہونا نبوت ملنے پر کس طرح موقوف ہے۔ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ یہ امت خیر امت اس لیے ہے کہ اس کا نبی خیر الانبیاء اور افضل الرسل ہے۔ لیکن یہ کہیں تو کس منہ سے کہیں۔ اس سے تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت میں آگ لگ جاتی ہے۔

اب اگر سوال کیا جائے کہ یہ امت اگر اسی لیے خیر امت تھی تو بتلاؤ کہ اس امت میں کتنے ہزار نبی ہوئے۔ تو جواب میں ایک خاص نبی ''میڈان قادیان'' (Made in Khadiyan) کا نام پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح اگر دوسری آیت میں دعاء نبوت کی تعلیم کی گئی تھی تو بتاؤ کہ اس صراط مستقیم پر چل کر آخر کتنے نبی بن چکے۔ لوٹ پلٹ کر پھر اسی ''متنبی'' کا نام سامنے آتا ہے۔ گویا مرزائیوں کے نزدیک نبوت کوئی زلزلہ تو نہیں ہے لیکن تر حلوہ ضرور ہے کہ ہر موقعہ پر اسی پر ہاتھ پڑتا ہے۔ تو حضرت حلوہ خوردن را روئے باید۔ ''**اللھم اعلم حیث یجعل رسالته.**'' یہ تو قرآن دانی تھی۔ اب حدیث دانی ملاحظہ ہو۔ نبی کریم ﷺ حضرت عباسؓ سے فرماتے ہیں۔ ''**اطمئن یاعم فانک خاتم المھاجرین فی الھجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ**'' (کنز العمال ج۱۱ ص۶۹۹ حدیث نمبر ۳۳۳۸۷)

یہاں بھی ایک جاہلانہ مقدمہ اور بڑھایا جاتا ہے وہ یہ کہ حضرت عباسؓ کے بعد اور بہت سے مہاجر ہوئے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے بعد نبی بھی ہوں گے۔

اوّل تو میں کہہ چکا ہوں کہ ایک سو بارہ احادیث کے مقابلہ میں صرف تشبیہات کے پردے میں کام نکالنا صریح بد دیانتی ہے دوسرے یہ کہ اس حدیث میں مقصود بالذات یہ ہے کہ محض لفظی مشارکت بیان کر کے حضرت عباسؓ کو تسلی دی جائے۔ نہ یہ کہ مسئلہ نبوت کی تشریح کی جائے۔ اگر مسئلہ نبوت کی تشریح منظور ہوتی تو یوں فرمانا اولیٰ تھا ''**یاعم انا خاتم النبیین فی النبوۃ کما انت خاتم المھاجرین فی الھجرۃ**'' اس فرق کو علماء سمجھیں گے۔ اس لیے اس کی تفصیل کو ہم چھوڑتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ سیکرٹری صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ مہاجر کا لقب اسلام میں کب سے شروع ہوا ہے اور کب ختم ہوا۔ دنیا جانتی ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت مکہ سے ہجرت کی ابتداء ہوئی ہے۔ اس سے پہلے جس نے بھی اپنا وطن چھوڑا ہو اور جس سمت بھی گیا ہو ہجرت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ اس کے بعد ہجرتیں ہوتی رہی ہیں۔ لیکن جس طرح کہ یہ ہجرت

مکہ مکرمہ سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جب مکہ مکرمہ فتح ہو کر دارالاسلام بن گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا اعلان بھی ہو گیا کہ "**لاھجرۃ بعد الفتح**" (کنز العمال ج۱۶ ص۶۶۰ حدیث نمبر ۴۶۲۷۸) یعنی جو ہجرت فرض کی گئی تھی اب وہ ختم ہو گئی۔ اور اسی درمیان میں مکہ مکرمہ چھوڑنے والے صحابہؓ مہاجر کہلائے۔ اس کے بعد وہ ہجرت رہی نہ وہ مہاجر۔

حضرت عباسؓ نے چونکہ سب سے آخر میں ہجرت کی تھی اور روایات سے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہوتا۔ جس نے ان کے بعد ہجرت کی ہو اس لیے بھی "آخر المہاجرین" کہلائے۔

نہیں معلوم "آخر" ہونا کوئی زلزلہ یا طاعون ہے کہ مرزائی اس سے بہت ہی گھبراتے ہیں۔ کسی نبی کا آخر میں ہونا تسلیم کرتے ہیں نہ کسی مہاجر کا۔

اب تو غالباً سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ یہ بھی اجرائے نبوت کے بجائے ختم نبوت ہی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جس طرح ہجرت ختم ہونے کی وجہ سے حضرت عباسؓ کے بعد کوئی مہاجر نہیں۔ اسی طرح نبوت ختم ہو جانے کی وجہ سے محمد عربی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جیسے کہ مکہ مکرمہ کے دارالاسلام ہو جانے کے بعد ہجرت ختم ہو گئی۔ اسی طرح قصر نبوت مکمل ہو جانے کے بعد نبوت پر مہر لگ گئی۔ پھر معلوم نہیں کہ اس حدیث سے الٹا مطلب کیسے نکال لیا گیا۔ رہا خاتم الاولیاء کا لفظ۔ اس میں تو خیر سے تشبیہ بھی نہیں ہے۔ پہلی حدیث میں تو صرف تشبیہات سے استدلال تھا۔ یہاں اور بے معنی۔ اس سے بڑھ کر ایک دلیل اور سنئے۔ "**قولوا انه خاتم الانبیاء و لاتقولوا انه لا نبی بعده**" (تکملہ مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲) یہاں بھی ایک جاہلانہ مقدمہ اور لگایا گیا ہے اور وہ یہ کہ جب "**لاتقولوا لا نبی بعده**" کہا تو معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے اوّل تو یہ قول بلا سند ہے۔ ذرا اس کی سند دکھایئے۔ دوسرے صحیح بخاری میں خود آنحضرت ﷺ سے **لانبی بعدی** موجود ہے۔ اب سیکرٹری صاحب فرمائیں کہ کس پر عمل کیا جائے۔ صحیح بخاری میں نقل شدہ آنحضرت ﷺ کے قول پر یا مجمع البحار پر کہیئے کیا ارشاد ہے۔

سوم آپ صفحہ ۶ پر خود ایک صحابی کی شہادت نقل کرتے ہیں جس کے بعد اس قول کی مراد بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ "**قال رجل عندالمغیرة حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیه السلام خارج فان هو خارج فقد کان قبله و بعده**" (ترجمہ) مغیرۃ بن شعبہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ **صلی الله علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده.** اس پر مغیرہؓ نے فرمایا کہ تجھے کافی تھا کہ کہہ دیا "خاتم الانبیاء" کیونکہ ہم

لوگ یعنی صحابہؓ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہونے والے ہیں۔ پس اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ ہی آپ کے بعد ہوئے (یہ ترجمہ خود مرزائی سیکرٹری صاحب نے کیا ہے)۔ یہاں بھی جہالت ظاہر ہو رہی ہے یعنی اس کو بھی اجراء نبوت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں اور وہ بالاجماع نبی ہیں تو کوئی لانبی بعدہ کا مطلب یہ نہ سمجھے کہ آپ کے بعد وہ بھی تشریف نہ لائیں گے۔ لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ یہ تو کہو کہ آپ سب نبیوں میں آخری نبی ہیں لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ کیونکہ ایک پہلا نبی آنے والا ہے۔ لہٰذا آپ آخر بھی رہے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس کے مخالف نہ ہوا۔ کیونکہ آخر میں تو وہی ہوگا جو دنیا میں آخر میں پیدا ہوا اور جو پہلے پیدا ہوا تھا مگر اس کی عمر دراز ہوئی اسے آخر کون کہہ دے گا۔ ظاہر ہے کہ زید کا آخری بیٹا وہی کہلائے گا جو سب سے آخر میں پیدا ہوا ہو۔ اب اگر بالفرض اس سے پہلے بیٹے کی عمر طویل ہو جائے اور وہ اس آخری لڑکے کے بعد تک زندہ رہے تو اس وجہ سے وہ آخری نہیں ہو سکتا۔

ایسے ہی چونکہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے پیدا ہوئے تھے اس لیے بعد میں آنے سے آخر نہیں کہے جا سکتے۔ اب بتلایئے کہ اس خاص صحابی کی شہادت آپ کے مخالف ثابت ہوئی یا موافق۔ بلکہ اس نے تو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب شدہ قول کی بھی تشریح کر دی۔

اگر یہ بے سند قول تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی' چونکہ لانبی بعدہ سے کسی بیوقوف شخص کو یہ احتمال پیدا ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اس کو بھی رفع فرما دیا اور نزول مسیح علیہ السلام کو اور مؤکد فرما دیا۔ ہاں۔ خوب موقعہ پر یاد آیا کہ مغیرہؓ کی اس عبارت میں سیکرٹری صاحب کے ترجمہ کردہ یہ الفاظ بھی ہیں۔ ''اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ ہی آپ کے بعد ہوئے۔'' اس خاص شہادت سے اولاً تو یہ ثابت ہوا کہ جو عیسیٰ ہیں وہ ظاہر ہونے والے ہیں نہ کہ پیدا ہونے والے۔ دوسرے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ وہی عیسیٰ ہوں گے جو آپ سے پہلے آ چکے ہیں۔ پھر مرزائی سیکرٹری سوچے کہ قادیان میں جنے ہوئے شخص کو مسیح کیسے مانا جا سکتا ہے۔ کیا یہ وہی عیسیٰ تھے جو آپ سے قبل آ چکے ہیں۔ اس عبارت میں صاف مذکور ہے کہ مسیح علیہ السلام کی دو آمد ہیں۔ ایک آپ سے پیشتر اور ایک آپ کے بعد' یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو حضرت مغیرہؓ صحابی کا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ لوگوں کو منع کرتے تھے کہ یہ مت سمجھ لینا کہ اب آپ کے بعد کوئی

نبی نہ آئے گا۔ کہیں لانبی بعدی اسے نزول مسیح علیہ السلام کی بھی نفی سمجھ لو۔ یعنی حدیث کے الفاظ اجراء نبوت کے منافی ہیں نہ کہ نزول نبی کے۔

اب اگر دل میں ایمان کا کوئی ذرہ ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت سے مصدق دل توبہ کرنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ایک خاص صحابی کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ آنے والا مسیح وہی ہے جو ایک مرتبہ آ چکا ہے۔ کیا مرزا جی آواگوں کے چکر میں پھنس کر کسی جون میں پہلے بھی آ چکے ہیں؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے مضمون کے آخر میں ان علماء امت کی شہادتیں بھی نقل کر دیں جن کو سیکرٹری صاحب جماعت مرزائیہ نے اپنے موافق سمجھا ہے اور اگر درحقیقت ان کو یقین ہے کہ وہ علماء اسی کے موافق ہیں تو ان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ بحلف تحریر شائع کر دیں۔ تا کہ خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہو۔ مگر نہیں کر سکتے کیونکہ وہ خود جانتے ہیں کہ یہ جملہ علماء نہ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے اور نہ اجراء نبوت کے۔ ہمیں حیرت ہے کہ جن علماء کی کتابیں ہر خاص و عام کے ہاتھوں میں موجود ہوں کس ایمان کے ساتھ ان پر افتراء کر دیا جا سکتا ہے۔

حضرت ملا علی قاریؒ کی شہادت

ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) (ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے)۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی پہلی شہادت

"وقال الشيخ (اے محی الدين ابن العربی) اعلم ان مقام النبی ممنوع لنادخوله و غاية معرفتنابه من طريق الارث النظر اليه كماينظرمن هو فی اسفل الجنة الی من هو فی اعلیٰ عليين' وكما ينظر اهل الارض الی كو اكب السماء. وقد بلغنا عن الشيخ ابی يزيد انه فتح له من مقام النبوة قدر حزم ابرة تجليا لادخولاً فكادان يحترق (الیواقیت والجواہر ص ۲۷ جلد ۲)

شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا۔ خوب جان لو نبوت کے مقام میں داخل ہونا ہمارے لیے بالکل ممنوع ہے اور اس مقام کی انتہائی معرفت بطریق ارث کے یہ ہو سکتی ہے کہ ہم اس مقام کی طرف محض نظر کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے جنت کے تحتانی حصہ والا شخص اعلیٰ علیین والوں کو دیکھتا ہے اور جیسا زمین والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ اور ہمیں

شیخ ابی یزید سے یہ تحقیقی بات پہنچی ہے کہ درحقیقت نبوت کا مقام سوئی کے ناکے کے برابر (محض) تجلی کی حد تک کھولا گیا ہے۔ داخل ہونے کی حد تک نہیں۔ (اس پر بھی) انسان جل جانے کے قریب ہو جاتا ہے۔ (الیواقیت والجواہر ص ۳۵ جلد ۲)۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی دوسری شہادت

"وقال الشیخ (اے محی الدین العربی) من قال ان الله تعالیٰ امرہ بشئی فلیس ذلک بصحیح انما ذلک تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفتہ وذلک باب مسدود دون الناس......فقد بان لک ان ابواب الامر الالهیہ والنواهی قد سدت وکل من ادعاها بعد محمد صلی الله علیه وسلم فهو مدعی شریعة اوحی بها الیه سواء وافق شرعنا اوخالف فان کان مکلفا ضربنا عنقه والاضربنا عنه صفحاً. (الیواقیت ص ۳۸ جلد ۲)۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں چیز کا حکم کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ یہ سراسر تلبیس اور فریب ہے کیونکہ حکم دینا کلام کی ایک قسم ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہو چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اوامر و نواہی خداوندی کے دروازے اب بند ہو چکے ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرے تو وہ ایک شریعت کا جو اس کے پاس وحی کے ذریعہ پہنچی دعویدار ہے چاہے وہ ہماری شریعت کے بالکل موافق ہو یا مخالف اور اس قسم کا شخص اگر مکلف ہو گا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ ہم اس سے اعراض کریں گے اور اس کو پس پشت ڈال دیں گے۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ کی شہادت

(فان قلت) فهل النبوة مکتسبة اوموهوبة (فالجواب) لیست النبوة مکتسبة حتی یتوصل الیها بالنسک والریاضات کماظنه جماعة من الحمقاء.

وقد افتی المالکیة وغیرهم بکفر من قال ان النبوة مکتسبة.

(الیواقیت ص ۱۶۴۔۱۶۵ جلد ۱)۔

(اگر تو یہ کہے) کہ کیا نبوت اکتسابی شے ہے یا وہبی اور عطائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی یہاں تک مجاہدوں سے اور کثرت عبادات و ریاضات

سے حاصل ہو جایا کرے جیسا بعض احمقوں کا خیال ہے۔ بلکہ وہ وہبی شے ہے۔ اور مالکیہ وغیرہ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص نبوت کو مکتسبات سے کہے وہ کافر ہے۔

مگر مرزائی یوں کہتے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی دعا کرو اور نبی بن جاؤ۔

وفیہ فلا تلحق نھایۃ الولایۃ بدایۃ النبوہ (الیواقیت ج ۲ ص ۷۱) انتہائی درجہ ولایت کا نبوت کے ادنیٰ مقام تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اس کے بعد شیخ عبدالوہاب نے وہ عبارت نقل کی ہے جو اوپر مسطور ہو چکی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شہادت

لہٰذا آں سرورؐ.......... درشان حضرت فاروق ؓ فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام " **لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ** " یعنی لوازم وکمالاتیکہ در نبوت درکار است ہمہ را عمر دارد۔ اما چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بدولت منصب نبوت مشرف نگشت۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۴ دفتر دوم حصہ ہشتم ص ۳۲۷)

لہٰذا سرور کائنات ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے تو عمرؓ ہوتا۔ یعنی نبوت کے لیے جن کمالات اور خوبیوں کی ضرورت ہے وہ سب عمرؓ میں موجود ہیں۔ لیکن منصب نبوت چونکہ خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے اس لیے مرتبہ نبوت سے مشرف نہیں ہوئے۔ (مکتوب شریف ص ۲۴ جلد ۳)

اس مکتوب میں حضرت مجدد صاحبؒ نے منصب نبوت اور کمالات نبوت کا فرق خوب واضح فرما دیا ہے۔ کمالات دوسری شے ہیں اور منصب امر دیگر۔

جیسا کہ ایک شخص میں وائسرائے بننے کی لیاقت موجود ہو مگر ہر لیاقت والا "وائسرائے" نہیں بنا دیا جاتا۔ علاوہ لیاقت کے وہ کمال جو منصب وائسرائیت کے شرائط میں ہیں ان کا متحقق ہونا بھی ضروری ہے۔ مثلاً ایک ہندوستانی اگرچہ علیٰ وجہ الاتم وائسرائے بننے کی لیاقت رکھتا ہو مگر اسے وائسرائے نہیں بنایا جا سکتا۔ یا جب تک ایک وائسرائے موجود ہے اور اس کے زمانہ ملازمت کی مدت باقی ہے دوسرا شخص کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو وائسرائے نہیں ہوسکتا۔

اس طرح جب تک نبی کریم ﷺ کا وہ دور نبوت باقی ہے خواہ کوئی کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو۔ نبی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر بالفرض آپ کی امت میں کوئی نبی اپنی لیاقت کی وجہ سے ممکن ہوتا تو عمرؓ

ہوتے۔لیکن جب بحکم پیغمبر علیہ التحیۃ والتسلیم منصب نبوت انہی کو نہ ملا تو مرزا قادیانی کو کہاں سے مل جاتا۔مگر بغاوت کا کیا چارہ۔اگر کوئی بغاوت کر کے بادشاہی کا دعویٰ کرے اور اپنی لیاقت کو پیش کر کے یوں کہنے لگے کہ جب موجودہ بادشاہ کے کمالات سے زیادہ کمالات مجھ میں موجود ہیں تو پھر میں بادشاہ کیوں نہیں۔تو جو جواب ایسے شخص کو دیا جائے گا اس سے زیادہ سخت جواب اس نابکار کا ہے جو بادشاہ دوجہاں کی مملکت میں اپنی بادشاہی کا اعلان کرتا ہے۔

اسی کو حضرت مرزا شہید جان جاناںؒ نے فرمایا ہے اور اسی لیے غیر از نبوت بالاصالۃ کی قید لگائی ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی شہادت

خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔(مناظرہ عجیبہ ص ۳۹)۔

اب ذرا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی عبارت کا مطلب نہ سمجھنے والے اور دوسروں کو غلط طور پر گمراہ کرنے والے خود مولانا کی اس عبارت کو بھی دیکھ لیں۔انشاءاللہ تعالیٰ بوقت فرصتھم ان سب حضرات کی عبارت کا مفصل مطلب بیان کر کے واضح کر دیں گے کہ یہ حضرات درحقیقت ختم نبوت کے اولین علم بردار ہیں۔علماء امت کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کی شہادت بھی پیش کر دی جائے۔

ختم نبوت پر مرزا غلام احمد قادیانی کی شہادت

پہلی شہادت: اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔نہ کوئی پرانا نہ کوئی نیا۔ (انجام آتھم ص ۲۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ)

دوسری شہادت: میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (آسمانی فیصلہ ص ۳ خزائن ج ۴)

’قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۷۶۱ خزائن ج ۳ ص ۵۱۱۔۳۱۲)

تیسری شہادت: ”کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے

قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول الله و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ)

آنحضرتؐ کے بعد کسی پر لفظ نبی کا اطلاق بھی جائز نہیں۔

(حاشیہ تجلیات الٰہیہ ص ۹ خزائن ج ۲۰ ص ۴۰۱)

اب مرزائی سیکرٹری صاحب کو چاہیے کہ سر پکڑ کر روئے کیونکہ خود ان کے میڈان قادیان نبی نے بھی خاتم النبیین کے بعد رسولوں کی آمد ناجائز قرار دی ہے۔ بلکہ لفظ نبی کا اطلاق بھی ناجائز رکھا ہے۔

نوٹ:۔ ہم ناظرین کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ میڈان قادیان نبی کی ان عبارات کو دیکھ کر وہ یہ نہ سمجھیں کہ مرزا قادیانی سچ مچ نبوت کے مدعی نہ تھے بلکہ ان کی عادت تھی کہ موقعہ پر ہر قسم کی بات لکھ جاتے تھے۔ کبھی نبوت سے انکار کیا گیا تو اس طرح جیسا کہ آپ نے عبارت بالا میں ملاحظہ فرمایا۔ اور کبھی دل میں آ گئی تو زور و شور سے رسالت کا دعویٰ کر ڈالا۔

"ملاحظہ ہو اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶"

۱.......... خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

۲.......... مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی" الخ (اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

۳.......... پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶۔۴۰۷)

۴.......... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر (یعنی اپنے الہامات پر) اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

یہاں طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نبوت سے منکر ہیں تو پھر کیونکر اپنی تصانیف میں نبوت کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو اس کا جواب ہم خود مرزا غلام

احمد قادیانی کی شہادت سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ مجھے مراق یعنی مالیخولیا کا مرض تھا اور ظاہر ہے کہ جو شخص مراقی ہو اور صحیح الدماغ نہ ہو اس سے اس قسم کے بے معنی دعاوی کچھ مستبعد نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی شہادت اپنے مراق اور کثرت بول وغیرہ پر

پہلی شہادت: دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرتؐ نے پیشینگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔

(اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵ تشحیذ الاذہان ماہ جون ۱۹۰۶ء)

مراقی مرزا قادیانی کا یہ فقرہ بڑا مزے دار ہے۔ اپنے مراق میں کچھ خبر نہ رہی کہ یہاں مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا اقرار ہو گیا جب مسیح علیہ السلام بقول مراقی مرزا قادیانی فوت ہو چکے تو پھر آسمان سے کیونکر اتریں گے۔ ان کے خیال کے موافق تو یوں ہونا چاہیے تھا کہ جب مسیح قادیان میں پیدا ہو گا۔ مگر جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ "والفضل ماشهدت به الاعداء"

دوسری شہادت: میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔ تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔

(کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۸۔ ملفوظات ج ۲ ص ۳۷۶)

تیسری شہادت: ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج، دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس کی ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے۔ بسا اوقات سو سو مرتبہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔

(ضمیمہ اربعین ۳، ۴ ص ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تین ذاتی شہادات سے ثابت ہے کہ انہیں مراق تھا اور دراصل یہی باعث ادعاء نبوت ہوا۔ کتب طب میں تصریح ہے کہ مراق کی علامات میں سے ایک یہ

بھی ہے کہ کبھی مراق کا مریض دعویٰ نبوت بھی کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ اکسیر اعظم ج اص ۱۸۸ میں لکھا ہے اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و معجزات و کرامات کنند و سخن از خدا گوید و خلق را دعوت کند۔

اسی طرح شرح اسباب ۷۹ جلد ا میں ہے۔"**وقد یبلغ الفساد فی بعضھم الی حدیظن انه یعلم الغیب و کثیرا مایخبر بماسیکون قبل کونه و فیه قد یبلغ الفساد فی بعضھم الی حدیظن انه صار ملکاً.**" (الخ) (بعض لوگوں میں فساد یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اس کو یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے اور اکثر آئندہ آنے والے امور کی خبر دینے لگتا ہے اور بعضوں میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں)

اسی مراق کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳ میں لکھا ہے کہ "دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل لکھا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ہم ان خطوط کو نقل کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہیں سمجھتے جو خود اس میڈان قادیان نبی کے ایک خاص عقیدت مند نے شائع کیے ہیں۔ ان خطوط کو دیکھ کر مراق کے سوا مرزا قادیانی کے دیگر پوشیدہ امراض کا عقدہ بھی کھلتا ہے۔ معلوم نہیں کہ مراق ان امراض کا باعث تھا یا ان امراض کی وجہ سے مراق ہو گیا تھا۔

مکتوب اول: مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ...... مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی......

ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھا کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا......... وہ عارضہ بالکل جاتا رہا.......... یہ منی کو بھی غلیظ کرتی ہے.......... آپ اسے دودھ اور ملائی کے ساتھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں.......... چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا فقط۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ ۲ ص ۳، ۱۴ مکتوب نمبر ۱۰)

دوا کے جلد تیار کرنے کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ تو آپ نے اسی مکتوب میں بیان کر

دی ہے لیکن ''زیادہ زیادہ کھالینے کا سبب جاننے کے لیے آپ کا دوسرا مکتوب ملاحظہ فرمائیے۔

مکتوب دوم: اخویم مخدوم ومکرم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ عنایت نامہ پہنچا............جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں فقط۔

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ ۲ ص ۲۰-۲۱ مکتوب نمبر ۱۴)

میں ان بااخلاق قارئین سے معافی چاہتا ہوں جو اس قسم کے بداخلاقی اور حیا سوز مضامین کو مطالعہ کرتے ہوئے ان افعال شنیعہ کے مرتکب سے تو اغماض کر لیتے ہیں اور ناقل کو کسی طرح معاف نہیں کر سکتے اس مراقی نبی کی حالت زبوں نقل کرنے کے لیے آج یہ مجبوری ہمیں انہی کے الفاظ کو نقل کرنا پڑا ہے تا کہ مسلمان خواب غفلت میں نہ رہیں اور حیوۃ وفات کے مسئلہ میں پڑ کر ختم نبوت جیسے بدیہی مسئلہ میں شور وشغب سے متاثر ہو کر مفت ایمان نہ بیچ دیں۔ اگر کسی بے ایمان کے ساتھ ایمان جیسی شے فروخت کی جائے تو بہر حال کچھ تو کمال درکار ہے۔ مگر محض ایک مراقی آدمی پر ایمان لے آنا میں تو نہیں سمجھتا کہ سوائے مراقی کے کوئی دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے۔ اس وقت میرا یہ فقرہ اس فقرہ سے بدرجہا مہذب اور نازل تر ہے جو مراقی نبی نے اپنے نہ ماننے والوں کے متعلق لکھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ

''جو ان پر ایمان نہ لائے وہ حرام زادہ ہے''

"یقبلنی و یصدق دعوتی الاذریة البغایا"

(آئینہ کمالات اسلام خزائن ج ۵ ص ۵۴۷-۵۴۸)

''حرامزادہ کے سوا ہر شخص مجھے قبول کرے گا اور میری دعوت کی تصدیق کرے گا۔''

"ان العدا صاروا خنازیر الفلا و نساء ھم من دونھن الا کلب"

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

اپنے مضمون کے خاتمہ پر مراقی مرزا قادیانی کے چند عقائد بھی ہم قارئین کرام کے سامنے پیش کر دینا چاہتے ہیں جن سے اندازہ ہو گا کہ یہ جماعت کس درجہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہے۔ صرف مسلمانوں کے بہکانے کے لیے دوسرے دانت دکھلا دیتے ہیں جو صرف دکھانے کے ہیں۔ کھانے کے نہیں "**وما تخفی صدور ھم اکبر.**"

آنحضرتؐ کے معراج مبارک کے متعلق مراقی نبی کا عقیدہ

سیر معراج اس جسیم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے.......... اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف (یعنی مرزا قادیانی) کا تجربہ ہے۔ (ازالۃ الاوہام حصہ اول صحاشیہ ۴۷ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

اس مختصر عبارت میں آپ کے جسم مبارک کو کثیف کہنا اور معراج کو کشف قرار دینا اور اسی پر بس نہیں بلکہ جو فخر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو نصیب نہ تھا اس میں اپنے آپ کو صاحب تجربہ قرار دینا جیسی گستاخی بارگاہ رسالتؐ میں ہے اس کا اندازہ آپ کا ایمان کر رہا ہوگا۔

آنحضرتؐ کے معجزات کے متعلق مراقی نبی کا عقیدہ

''آنحضرت ﷺ کے معجزات.......... جو صحابہؓ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزے ہیں۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۴۹)

میری تائید میں اس (اللہ تعالیٰ) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں.......... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۶۷ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

معجزہ شق القمر کے متعلق میڈان قادیان نبی کی بڑ

لاخسف القمر المیزوان لی غسا القمران المشرقان اتنکر (قصیدۂ اعجازیہ)

ترجمہ:۔(اس کے لیے آنحضرت ﷺ) کے لیے تو چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا تو کیا اب بھی تم میرا انکار کرو گے۔

(اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس ناپاک شعر میں معجزۂ شق القمر کو چاند گہن سے تعبیر کیا ہے اور پھر اس میں بھی اپنی ہی فضیلت بتلائی ہے۔ کیونکہ اس مراقی کے لیے چاند اور سورج دونوں کا خسوف ہوا۔ ''**والعیاذ باللہ عن هذه الخرافات**''

خطبہ الہامیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے جو عربی میں ہے اور درمیان میں اس کا ترجمہ فارسی اور اردو میں ہے۔ اس کتاب میں لکھتے ہیں۔ میں اس کی عربی عبارت اور اردو

ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

وقد مضی وقت فتح مبین فی زمن نبینا المصطفٰے و بقی فتح آخر و هو اعظم واکبر واظهر من غلبة اولی و قدر ان وقته وقت السمیح الموعود من الله الرؤف الودودو الیه اشارا فی قوله تعالی سبحان الذی اسری الخ.

ترجمہ:۔ اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ **"سبحان الذی" الخ**

(خطبہ الہامیہ ص ۲۸۸ خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

اس عبارت میں مراقی نبی نے دعویٰ کیا ہے کہ جو فتح ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئی وہ آنحضرتؐ کے زمانہ سے بہت بڑی ہے اور زیادہ ظاہر ہے۔ **نعوذ باللہ من ذالک.**

دعویٰ فضیلت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

دیکھئے! ذرا مراقی مرزا قادیانی کو کیسے اپنے جامہ سے باہر ہو رہے ہیں۔ کیا کوئی ذی روح ان کی ان قسموں کی تصدیق کرے گا **الامن سفه نفسه.** معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت غالبًا عین دورے کے حال میں لکھی گئی ہے۔

جگر گوشۂ آنحضرتؐ کے متعلق مرزائے قادیان کے اشعار

کربلائے است سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

ہر آن میرے لیے ایک نئی کربلا ہے   ایسے حسین تو سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

وقالوا علی الحسنین فضل نفسه   اقول نعم والله ربی سیظهر

لوگ کہتے ہیں کہ حسنین (علیہما السلام) پر اپنے کو فضیلت دیتا ہے میں کہتا ہوں ہاں ایسا ہی ہے اور میرا پروردگار اس

کوظاہر کرے گا۔

وشتان ما بینی و بین حسینکم　　فانی اؤید کل ان وانصر

مجھے ہر آن مدد پہنچتی اور تائید غیبی میرا ساتھ دیتی ہے۔ تو بولو میرے اور تمہارے حسین کے درمیان کتنا فرق ہے۔

واما حسین فاذکروادشت کربلا　　الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

واللہ لیست فیہ منی زیادۃ　　وعندی شھادات من اللہ فانظروا

حسین (علیہ السلام) جس کی وجہ سے تم آج تک کربلا کو چیختے پھرتے ہو اور اس پر روتے رہتے ہو۔ قسم خدا کی اس میں میرے سے زیادہ ایک بھی فضیلت نہیں تھی اور مجھ میں ایک چھوڑ بہت سی شہادتیں ہیں اللہ کی جانب سے۔

وانی قتیل الحب لکن حسینکم　　قتیل العدا فالضرق اجلی واظھر

میں عشق و محبت سے منقول ہوں اور تمہارا حسین بر بنائے عداوت مقتول ہے تو کتنا ظاہر اور کھلا ہوا فرق ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۲، ۶۹، ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۳)

آٹھ کروڑ اہل اسلام کے حق میں مراقی نبی کا حکم

میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور............ ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔　(انجام آتھم ص ۶۲ خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہ امام ہو جو تم میں سے ہو۔

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۸ خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۴۱۷ تذکرہ ص ۳۸۹ طبع سوم)

احادیث مبارکہ کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ

ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعویٰ کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا　(اعجاز احمدی ص ۳۰ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

"اقول اخسافلن تعدو قدرک" مرزا قادیانی کے مراقی ہونے کے لیے ان کی یہ بیباکانہ تعلیاں کیا کم ہیں۔ فاعتبر وایا اولی الابصار.

قارئین کرام! یہ اردو کی چند عبارتیں ہیں۔ آپ خود ان عبارات کو پڑھ کر اس جماعت کا عقیدہ معلوم کر سکتے ہیں۔ تاویلات کا دروازہ کب بند ہوا۔ اور کسی کی زبان یا قلم کا پکڑ لینا کب اختیار رہے۔ لیکن ایک سنجیدہ شخص غور کرے کہ اگر نبوت کا دروازہ درحقیقت کشادہ ہے اور فی الواقعہ اس امت کی خیریت نبی بننے میں ہی مضمر ہے۔ تو آخر اس ۱۳۰۰ سال کے عرصہ میں کتنے نبی بن چکے۔ مرزائیوں سے دریافت کیجئے وہ بھی سوائے اس مراقی نبی کے کسی ایک کا نام نہیں لیں گے۔ تو کیا آپ کا دل گوارا کرتا ہے کہ اپنے نبی کریم کی خاتم المرسلینی چھوڑ کر اجراء نبوت کے قائل ہوں اور وہ بھی ایسے شخص کی خاطر جو بہ اقرار خود اس قسم کے ناپاک امراض کا شکار ہو۔ ایسے فاسد عقیدہ کا حامل ہو اور دنیائے اسلام کو سوائے ضرر رسانی کے اس کا کوئی اور کام نہ ہو۔

میں اس وقت عدیم الفرصت ہوں اس لیے بالاختصار آپ کے سامنے یہ چند اوراق پیش کر کے اس فتنۂ عظیم کے استیصال کی آپ حضرات سے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ اگر آپ حضرات خاموش رہے اور یہ فتنہ ترقی کرتا گیا تو اس کی جوابدہی روز محشر آپ ہی حضرات کو کرنی ہے۔ دین متین کی تائید کے لیے تیار ہو جایئے اور یقین کیجئے کہ آپ کی خیریت صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کے بدولت ہے۔ اگر آپ اپنے اس اہم فریضہ سے غافل ہیں تو پھر آپ کو اپنے لیے خیر امت کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اس مقدس ریاست میں آنحضرتؐ کے ختم المرسلینی کے برخلاف یہ کیسی اشاعت ہو رہی ہے۔ جس کی دینی فداء کاری حمیت اور غیرت اور رسول عربی کے ساتھ والہانہ جذبہ زبان زد خاص و عام ہو چکا ہے۔ اسلام صرف مصلے پر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کر لینے کا نام نہیں ہے۔ **''لاحتی تاطروهم علی الحق اطرا''** جب تک تم لوگوں کو کمان کی طرح حق تسلیم کرنے پر جھکا نہ دو گے اس وقت تک اسلام کا صرف دعویٰ ہے۔ اگر اس راستہ میں تم اپنے وطنوں سے باہر کر دیئے جاؤ۔ اہل و عیال سے جدا کر دیئے جاؤ۔ حرمت وعزت سے محروم ہو جاؤ۔ ناعاقبت اندیش اور دین کا درد نہ رکھنے والے مسلمانوں کے ہدف ملامت بن جاؤ۔ تو تمہارے لیے یہ وہی مبارک سنت ہوگی۔ جو تم سے پیشتر دین کے حامیوں کی رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے ذاتی مفاد کی حفاظت کے پردہ میں دین کی بے حرمتی ہمارے ہاتھوں نہ کرائے اور حمایت دین کا وہ جذبہ دے کہ ایک مرتبہ پھر عہد سلف تازہ ہو آمین یارب العالمین۔

ولک الحمد اولا واخرا والصلوٰۃ والسلام علی خیر الرسل خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین.

نوٹ :۔ مرزائی جماعت اکثر بہکانے کے واسطے کہہ دیا کرتی ہے کہ حوالہ جات غلط ہیں۔احقر ان جملہ امور کو جن کا تحریر مذکور میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ ہر وقت مرزا قادیانی کی کتب سے ثابت کرنے کے لیے موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کوئی حوالہ غلط نہ نکل سکے گا۔ اگر کسی صاحب کو شبہ ہو تو وہ احقر سے تصحیح فرما سکتے ہیں فقط۔

عاجز ناکارہ

بندہ محمد بدر عالم عفی اللہ عنہ

ڈابھیل ضلع سورت

نوٹ : ٹریکٹ ہذا کی کتابت ہو چکی تھی کہ ہمیں ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں مصر کی جماعت احمدیہ کا حسب ذیل مترجمہ بیان ملا جس کو زمیندار نے ''الفتح'' قاہرہ سے منقول کیا ہے۔ ہم بجنسہ نقل کرنے کے بعد ارباب بصیرت سے ملتمس ہیں کہ وہ اسے غور سے پڑھیں۔

غلام احمد قادیانی کی بیعت جہنم کی خریداری ہے

مصر میں فتنہ قادیانیت کی ناکامی ونامرادی

جماعت احمدیہ مصریہ کا بیان

ذیل کا اعلان مصر کی جماعت قادیانیہ کی طرف سے قاہرہ کے اخبار ''الفتح'' مورخہ ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا ہے یہ جماعت قادیانیوں کے دام فریب میں پھنس کر مرزا غلام احمد کی بیعت کر چکی تھی۔ لیکن مرزا اور اس کی جماعت کے متعلق مفصل حالات معلوم ہو جانے پر انہوں نے اس دین باطلہ سے توبہ کر لی ہے۔ (مدیر ومعاون)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین

ہم مسلمانان نوجوانوں کی آرزو تھی کہ ہم دین حق کی نشر واشاعت کریں اور علم اسلامی

کو سرفراز کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ لیکن ہم فرقہ قادیانیہ کی حقیقت سے خالی الذہن تھے۔ ہم اس فرقہ کے بعض دعوے سن چکے تھے۔ اور ہمیں کہا گیا تھا کہ فرقہ قادیانیہ خدمت اسلام کے لیے قائم کیا گیا ہے اور یہ ایک ہی جماعت ہے جو منظم صورت میں دعوت اسلام دیتی ہے۔ ہم اس زمرہ میں داخل ہو گئے۔ تاکہ ان کے ساتھ مل کر خدمت اسلام کریں۔ اور ہمارا یہ اقدام خلوص نیت پر مبنی تھا۔ ہم نے قطر مصری میں مصری جماعت قادیانیہ کی جس کے صدر احمد حمدی آفندی مقرر ہوئے۔ ہم اس فرقہ میں داخل تو ہو گئے۔ لیکن ہمیں اس کے اندرونی حالات کا علم نہ تھا اور نہ ہمیں غلام احمد قادیانی کی سیرت سے واقفیت تھی۔ کیونکہ یہ قوم اس کے حالات کو چھپانے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ اور نہیں چاہتی کہ لوگ غلام احمد کی تصنیفات سے بخوبی مطلع ہوں۔ کیونکہ یہ کتابیں ہر مسلم کو قادیانیت سے توبہ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

اب ہمیں اس شخص کے حالات اور اس کی تالیفات سے آگاہی ہو گئی ہے۔ جسے یہ لوگ صیغۂ راز میں رکھنا چاہتے ہیں اور یہاں غلام احمد کی خطبۂ الہامیہ کا ایک ہی قول درج کرنا کافی معلوم ہوتا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ بعثت ثانیہ (مرزا کی بعثت) بعثت الاولیٰ (بعثت محمدیہ) سے افضل ہے اور مرزا کی سیرت کے متعلق صرف یہ بات جان لینا کافی ہے کہ وہ محمدی بیگم سے شادی کرنے کی ہوس میں مٹا جاتا تھا۔

ہمیں جب یہ امور اور فرقہ قادیانیہ کے دیگر اندرونی حالات معلوم ہوئے تو ہم پر ظاہر ہو گیا کہ ہم نے غلام احمد کی بیعت کرنے میں کس قدر غلطی کا ارتکاب کیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ غلام احمد قادیانی اور ہر ایسی چیز سے جو اس سے متعلق ہے حتمی طور پر توبہ کرنا حسنات سے ہے اور قادیانی لوگ مسلمانوں کو استعمار اجنبی کے جوے کے نیچے آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا کہ غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ اس کا کلام اس کی اپنی نظر میں قرآن کریم سے بڑا اعجاز ہے اور شمس قادیانی کا جلال تمام انبیاء سے افضل ہے۔

جب معاملہ یہاں تک پہنچا اور ہم پر واضح ہو گیا کہ ہم نے مرزائے قادیانی کی بیعت کر کے جہنم خرید لی ہے۔ تو ہم نے ضروری سمجھا کہ ہم مشرق و مغرب کے برادران اسلام کی اطلاع

کے لیے شائع کردیں۔ کہ ہم اس فرقہ سے تائب ہوکر خدا اور رسول کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

احمد حمدی	علی فاضل	عبدالحمید اسید	حسن احمد عبدالسلام
رئیس جماعت احمدیہ مصریہ	کاتب محکمہ الاستناف الاہلیہ	سیکرٹری دعوت وتبشیر جماعت احمدیہ مصریہ	طالب ثانوی

احمد عبدالسلام	عبدالسلام احمد	عبدالحمید اسید
میکنیکل انجینئر	رئیس مطبع جریدہ المطرقہ	جریدہ المطرقہ

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆......☆...... کسی مرزائی کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

☆......☆...... جس شخص نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں وہ خود قادیانیوں سے بدتر کافر ہوگیا۔

☆......☆...... مرزائیوں کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ محارب کافروں کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

☆......☆......☆